میرے مسعودِ ملّت

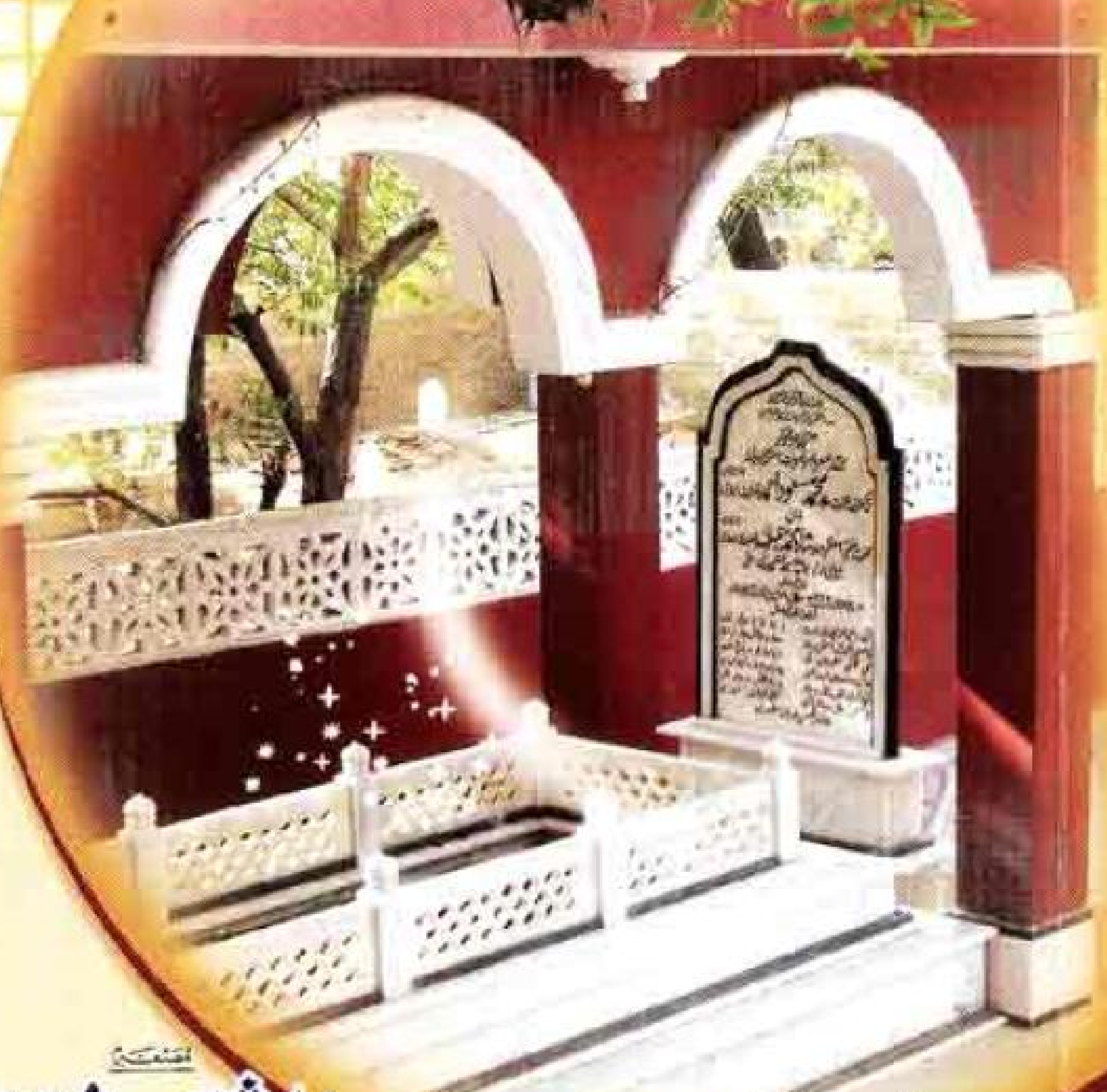

مصنفہ

ریحانہ شفاعت ناز مسعودی

ایم اے اردو، ایم ایڈ، ایم فل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے مسعودِ ملت

مجددِ عصر

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ

مصنفہ

ریحانہ شفاعت ناز مسعودی

ایم اے اردو، ایم ایڈ، ایم فل

شفاعت پبلی کیشنز

۱۰۴-A، ہاشم آباد، ہاؤسنگ سوسائٹی مکلی، ٹھٹھہ (سندھ)

جملہ حقوق طباعت بحق ادارہ محفوظ ہیں

عنوان ——— میرے مسعودِ ملت

مصنفہ ——— ریحانہ شفاعت ناز مسعودی (ٹھٹھہ)

حروف ساز ——— الحجاز کمپوزرز، اسلام پورہ فون# 042-7152954

صفحات ——— ۱۳۹

تعداد ——— ایک ہزار

پروف ریڈنگ وایڈیٹنگ ——— محمد عبدالستار طاہر مسعودی

باہتمام ——— ملک محمد سعید مسعودی مجاہد آبادی (نگران ادارہ مظہر اسلام، لاہور)

طابع ——— وجاہت اللہ خان

ناشر ——— شفاعت پبلی کیشنز، مکلی، ٹھٹھہ

سن اشاعت ——— ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ/اپریل ۲۰۱۰ء

قیمت ———

ملنے کے پتے

❶ ادارہ مسعودیہ

۲/۶۔۵، ای۔ ناظم آباد، کراچی۔ فون ۷۴۷۴۱۴۷۴-۰۲۱

❷ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، ضیاء منزل (شوگن مینشن)

محمد بن قاسم روڈ آف ایم۔ اے جناح روڈ عیدگاہ، کراچی

❸ مخدوم اسٹیشنرز،

مکلی، ٹھٹھہ، سندھ۔ فون: ۷۷۱۸۴۰-۰۲۹۸

❹ مکتبہ غوثیہ ہول سیل،

پرانی سبزی منڈی، محلہ فرقان آباد، کراچی

انتساب

مجھ حقیر کی یہ چھوٹی سی کوشش!

شیخ الاسلام ولی کامل

حضرت علامہ مفتیِ اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتح پوری دہلی)

کے نام!

جن کے صاحبزادے **پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد** رحمۃ اللہ علیہ

○ —— حقیقتاً مظہرؔی شان کا جیتا جاگتا مظہر ہیں، اور

○ —— اہلِ سُنّت کے لئے باعثِ صد افتخار ہیں!!

ریحانہ شفاعت نازؔ مسعودی

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	**تقدیم**ـــــــــــ محمد عبدالستار طاہر مسعودی	۷
۲	**اظہارِ تشکر**ـــــــــــ ریحانہ شفاعت نازؔ مسعودی	۱۱
۳	**حمد**: مجھے لطفِ قرب کی جستجو ـــــــ موسیٰ عبدالرحمٰن صدیقی	۱۲
۴	**نعت**: یوں بس گئی ہے دل میں محبت رسول کی ـــ پروفیسر فائزہ احسان	۱۳
۵	**حرفِ اوّل**: ـــــــــ ریحانہ شفاعت نازؔ مسعودی	۱۵
	باب نمبر ۱: مناقب	۱۹
۶	○ ـــــ مظہری شانِ مجسم، عاشق شمع رسالت	۲۰
۷	○ ـــــ وہ نیک اطوار، سادگی کا پیکر، وہ نیک سیرت	۲۰
۸	○ ـــــ کیا بات ہے حضرت مسعودِ ملت	۲۲
۹	○ ـــــ آتی ہیں یاد جب، آپ کی باتیں	۲۲
۱۰	○ ـــــ مسعودِ ملت کو جب بستر پہ اپنے سلایا تھا کسی نے	۲۳
۱۱	○ ـــــ درِ مسعودی سے اُٹھ کر آیا نہیں جاتا	۲۴
۱۲	○ ـــــ میرے لئے تو یہی ہے بہتر، کہ ذکر آپ کا رہے لب پر، اے آفتابِ مظہریہ	۲۴
۱۳	○ ـــــ سرفراز دین و دنیا ہیں، ماہر رضویات	۲۵
۱۴	○ ـــــ علم و ادب کی باغ و بہار، ماہر رضویات	۲۶
۱۵	○ ـــــ کہاں ملے گا آپ سا، کہاں ملے گا شہنشاہِ رضویات	۲۷

۱۶	○—— اشک بہتے ہیں جب یاد آتے ہیں، گلستانِ ادب کی بہار	۲۸
۱۷	○—— علم وادب کا دیا جلا دیا ہے	۲۹
۱۸	○—— آپ ہیں آبروئے بزمِ حکمت، نشاں کوئی مٹا سکتا نہیں	۲۹
۱۹	○—— فیضانِ مسعودی کا اثر ہم دیکھ رہے ہیں	۳۰
۲۰	○—— علمی وجاہت کا استعارہ مسعودِ ملت	۳۰
۲۱	○—— حضرت مسعود کی باتیں مہکیں ذکرِ نبی میں	۳۱
۲۲	○—— تاریخ رضا لکھ کر، بتا دیتے ہیں حضرت	۳۲
۲۳	○—— نقشِ پا اپنا مثل بنا دیا ہے حضرت نے	۳۳
۲۴	○—— بن کر تفسیر یقینِ محکم عمل پیہم نور پھیلا آپ کا	۳۴
۲۵	○—— جانِ جاناں، جشنِ بہاراں جب لکھ لیتے ہیں	۳۵
۲۶	○—— آفتاب کو آئینہ کوئی دکھا سکتا نہیں	۳۶
۲۷	○—— چمنستانِ مسعودی رہے سلامت یارب!	۳۷
۲۸	○—— میں ایک ایسا قصیدہ لکھوں میرے حضرت	۳۷
۲۹	○—— کھو گئے ہیں، ہم ذکرِ گوہرِ نایاب میں	۳۸
۳۰	○—— آپ جھلک اپنی، دکھا کر چلے گئے	۳۹
۳۱	○—— شمعیں محبت کی وہ جلائے جاتے ہیں	۳۹
۳۲	○—— سنّتِ نبوی کا حسین اظہار میرے حضرت	۳۹
۳۳	○—— ایمان افروز ہیں تفسیریں آپ کی	۴۰
۳۴	○—— رحمت خاص ہوئی اللہ کی پیارے حضرت	۴۰

	باب نمبر ۲: محامد ومحاسن (مضامین)	۴۲
۳۵	○ ــــ سادگی اور شرافت کے آئینہ دار	۴۳
۳۶	○ ــــ ڈاکٹر محمد مسعود احمد میری نظر میں	۴۶
۳۷	○ ــــ یادوں کے چراغ	۵۲
۳۸	○ ــــ آہ! چمنستانِ مظہریہ کا گلاب	۷۱
۳۹	○ ــــ حرمتِ تحقیقِ حق کا پاسبان	۷۵
۴۰	○ ــــ اللہ کے نیک بندے، حضرت مسعود ملت	۷۹
	باب نمبر ۳: مکاتیب مسعودی ودیگر	۸۶
۴۱	○ ــــ آپ کی توجہ کے لئے ــــ محمد عبدالستار طاہر مسعودی	۸۷
۴۲	○ ــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد بنام ریحانہ شفاعت ناز	۸۸
۴۳	○ ــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد بنام پروفیسر ڈاکٹر نثار قریشی	۱۰۸
۴۴	○ ــــ ریحانہ شفاعت ناز بنام پروفیسر ڈاکٹر نثار قریشی	۱۱۲
۴۵	○ ــــ ریحانہ شفاعت ناز بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۱۱۵
۴۶	○ ــــ ریحانہ شفاعت ناز بنام صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد	۱۲۰
۴۷	○ ــــ صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد بنام ریحانہ شفاعت ناز	۱۲۴
۴۸	○ ــــ تفصیلات مکاتیب مسعودی ودیگر	۱۲۶
۴۹	**حرفِ آخر**: ــــ ریحانہ شفاعت ناز مسعودی	۱۲۸
۵۰	**تعارف**: محترمہ ریحانہ شفاعت ناز مسعودی	۱۳۰

از: محمد عبدالستار طاہر مسعودی

تقدیم

از: محمد عبدالستار طاہر مسعودی

یہ ۱۹۹۴ء کی بات ہے جب محترمہ ریحانہ ناز صاحبہ سے رابطہ ہوا، بلکہ یوں کہئے مرشد کریم مجدد عصر حضرت مسعود ملت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قدس سرہٗ العزیز کے ایماء پر آپ نے لاہور میں راقم السطور سے رابطہ کیا —— ان دنوں آپ قبلہ حضرت صاحب کی زیر نگرانی ایم فل کا مقالہ لکھ رہی تھیں۔ جس کا عنوان ہے:

''مکاتیب یکتا دہلوی کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ''

جنگ شاہی، سندھ کی پہاڑیوں پر یکتا دہلوی کا جہاز کے ایک حادثے میں انتقال ہوگیا تھا۔ اس جہاز میں ملٹری کے کچھ جنرل بھی ہلاک ہو گئے تھے، جس کی باتصویر خبر تمام اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ محترمہ کو ۱۹۴۹ء کے اس اخبار کی جستجو تھی۔ سعادت لوح وقلم حضرت قبلہ مسعود ملت نے محترمہ ریحانہ ناز صاحبہ کو لاہور میں راقم السطور سے رابطہ کرنے کے لئے فرمایا۔ آپ نے مرشد کریم حضرت مسعود ملت کے حوالے سے احقر کے نام ایک خط تحریر فرمایا۔ چنانچہ برادر طریقت برادرم ملک محمد سعید مسعودی مجاہد آبادی (نگران ادارہ مظہر اسلام، لاہور) کی مخلصانہ مساعی سے متعلقہ حادثے کی خبر والا روزنامہ امروز، لاہور دستیاب ہو گیا —— محترمہ ریحانہ صاحبہ اس علمی تعاون پر بہت ممنون ہوئیں۔ یوں دن بدن آپ سے رابطہ قوی ہوتا گیا —— وہ دن اور آج کا یہ دن ۱۹۹۴ء سے ۲۰۱۰ء آ گیا، پندرہ سولہ سال بیت گئے، —— اُدھر قبلہ حضرت مسعود ملت کا آپ پر کرم سوا ہوتا گیا، —— حضرت کا فیض آپ پر اور آپ کے گھر والوں پر بارش بن کر برسنے لگا، —— شفقتوں اور عنایتوں کا سلسلہ بڑھتا گیا۔ ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا معمول ہو گیا۔ جس کے نظائر آپ زیر نظر کتاب میں شامل مضامین میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

گزشتہ دنوں احقر ''مناقب مسعود ملت'' مرتب کررہا تھا۔ دورانِ کار خیال آیا کہ ہماری ممدوح نے بھی ایک دو مناقب لکھے ہیں، تلاش کرنے پر نہ ملے، نہ جانے کاغذوں میں کہاں کھو گئے۔ آپ کو خط لکھا کہ آپ کے محررہ مناقب میرے پاس تھے، تلاش کے باوجود نہیں مل سکے۔ ہو سکے تو ان کا عکس بھجوادیں۔ ساتھ میں یہ بھی بتایا کہ اب ان کی تلاش کس لئے ہے، ——— انہیں خط لکھنے کا تو جیسے بہانہ ہو گیا۔ پہلے مطلوبہ دو منقبتیں آئیں، پھر پانچ اور آئیں، پھر سات آئیں، ——— پھر آتی چلی گئیں، ——— اور یوں یہ سلسلہ بیس سے بھی اوپر بڑھتا چلا گیا، ——— فرمانے لگیں:

> ''آج کل میں مکمل حصار میں ہوں، ——— قلم سے مناقب جیسے ٹپکے پڑتے ہیں، ——— اِدھر ذہن میں کوئی بات آئی، اور اُدھر قلم نے سینۂ قرطاس پر پھول ٹانکنے شروع کردیئے۔''

احقر کے مرتبہ ''مناقب مسعود ملت'' کا غالب حصہ محترمہ ریحانہ شفاعت ناز صاحبہ کے لکھے ہوئے مناقب پر مشتمل ہے، ——— آپ نے حضرت کے بارے میں حضرت کی حیات میں احقر کے اصرار پر ایک مشاہداتی مضمون لکھا تھا: ''شرافت اور سادگی کے آئینہ دار'' ——— جو ''تذکار مسعود ملت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء کی زینت بنا، آپ کی وساطت سے ہی ''تذکار مسعودِ ملت'' کے لئے محترمہ سلطانہ جہاں صاحبہ کا ایم۔اے کے لئے محررہ مقالہ: ''پروفیسر محمد مسعود احمد کے نام ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کے خطوط'' دستیاب ہوا ——— اپنے اس مقالے کے بعد حضرت کے وصال پر اور وصال کے بعد آپ نے جو کچھ لکھا، اسے اور جو مناقب آمد کی صورت میں گزشتہ دنوں لکھے، نیز اُن کے نام حضرت مسعود ملت کے مکاتیب اور ایم فل کے حوالے سے مراسلت ان سب کو ''میرے مسعود ملت'' کے زیرعنوان قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے ذوق کے دسترخوان پر سجا کر لے آئی ہیں۔

فالحمدللّٰہ علٰی ذٰلک!

○

آپ کی آسان پیرائے میں جذبوں سے لبریز تحریریں قاری کو بے ساختہ اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں ـــــ اگر کسی کو یہ خبر مل جائے کہ اس اسلوبِ نگارش کی مالک ایک پٹھان فیملی سے تعلق رکھتی ہیں ـــــ اور یہ کہ شاہجہان پور (بھارت) سے ہجرت کر کے آنے والی اس فیملی نے، لاہور آ کر بسیرا کیا ـــــ اور پھر لاہور کے اردو پنجابی ماحول میں پروردہ ہو کر کوسوں میلوں دور سندھ کے تاریخی شہر مکلی ٹھٹھہ میں اپنا ڈیرہ جمایا ـــــ اور اب اس طویل مسافت سے حاصل ہونے والے گوناگوں محاصل کے ثمرات سے گرد و نواح کو نواز رہی ہیں، ـــــ محترمہ ریحانہ شفاعت ناز صاحبہ کی خلیق و شفیق ہستی سے مکلی کا قریہ قریہ فیض یاب ہو رہا ہے، ـــــ یہ تسلسل ہے حضرت مسعود ملت کے فیض کا، ـــــ جو کہ خود دہلی سے چلتے ہیں، حیدرآباد آتے ہیں، ـــــ پھر بہاول پور، اور پھر سندھ کے دور دراز علاقوں سے ہوتے ہوئے کراچی آ کر ڈیرہ ڈالتے ہیں، ـــــ اس طویل مسافرت نے حضرت مسعود ملت کے فیض کو گویا برصغیر کے قرب و جوار میں پھیلا دیا، ـــــ اسی مسافرت میں محترمہ ریحانہ ناز صاحبہ کا دامن بھی محبت و رافت کے گلابوں سے بھر دیا گیا ـــــ سندھ کی ہواؤں اور فضاؤں میں آج بھی اُن گلابوں کی مہک مشامِ جاں کو معطر و معنبر کیے دیتی ہے۔

○

احقر کو جب آپ نے اطلاع دی کہ آپ نے ''میرے مسعود ملت'' مرتب کی ہے تو راقم السطور نے برادرم ملک محمد سعید مسعودی مجاہد آبادی صاحب کو اس کی خبر دی ـــــ برادرم سعید صاحب نے خبر سنتے ہی بلا تامل اسے خود چھپوانے کے عندیئے کا اظہار کیا ـــــ چنانچہ محترمہ ریحانہ ناز صاحبہ نے اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بلا تاخیر مسودہ بھجوا دیا۔

برادرم ملک محمد سعید مسعودی مجاہد آبادی صاحب نے علالت و نقاہت کے باوجود

شبانہ روز بھاگ دوڑ کی، ـــــ اور ''میرے مسعود ملت'' کی اشاعت کے لئے موسمی تغیرات کی بھی پرواہ نہ کی، ـــــ بالآخراُن کی مخلصانہ مساعی رنگ لائیں اور ''میرے مسعود ملت'' اُن کے ذوق اور شوق کی آئینہ دار بن کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ گئی ہے۔ مولیٰ کریم موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور صحت و شفا عطا فرمائے۔

○

محترمہ ریحانہ ناز مسعودی صاحبہ کے بھی ممنون ہیں کہ انہوں نے محبتوں سے لبریز اتنی دیدہ زیب کتاب مرتب فرمائی، تمام مسعودیوں کو زیر بار احسان فرمایا۔ اللہ کریم اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور ہمارے مرشد کریم علیہ الرحمہ کے صدقے میں آپ کے قلم کو اور توانائیاں عطا فرمائے، اور آپ یوں ہی محامد مرشد کریم کے نغمے الاپتی رہیں، محاسن مرشد کریم یونہی بیان فرماتی رہیں۔

مولیٰ کریم کے حضور میں دست بستہ دعا و التجا ہے کہ ہم سب کا خاتمہ بالایمان فرمائے اور ہم سب کو دم آخر کلمہ نصیب ہو۔ اللہم آمین!

اے سبز گنبد والے منظور دُعا کرنا
جب وقتِ نزع آئے، دیدار عطا کرنا

بہ احترامات فراواں

محمد عبدالستار طاہر مسعودی

E-III/A۔ پیر کالونی۔ متصل والٹن ٹرسٹ ہسپتال
مین روڈ۔ والٹن، لاہور کینٹ
پوسٹ کوڈ نمبر: ۵۴۸۱۰

۱۹ ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ

۶ مارچ ۲۰۱۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہار تشکّر

- میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی شکر گزار ہوں کہ اُس نے مجھے حضرت مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ادنیٰ شاگرد اور مرید بنایا، اور حضرت کی روحانی صحبت کے قیمتی لمحات مجھے عنایت فرمائے۔
- میں اس بات پر بھی شکر گزار ہوں کہ اللہ نے مجھ کم علم کے قلم کو طاقت وروانی بخشی کہ میں حضرت مسعودِ ملت کی مدح میں کچھ لکھ سکوں۔
- میں اُس ''یاد'' کی شکر گزار ہوں جس نے ہمیشہ مجھے حضرت مسعودِ ملت سے نزدیک رکھا۔
- میں شکریہ ادا کرتی ہوں محترم محمد عبدالستار طاؔہر مسعودی کا، جنہوں نے مجھے ہمیشہ متحرک رکھا اور قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی۔
- میں مشکور ہوں محترم ملک محمد سعید مسعودی مجاہد آبادی کی، جنہوں نے باوجود علالت کے ''میرے مسعودِ ملت'' کی طباعت کے لئے شبانہ روز مخلصانہ کوشش فرمائی۔

سراپا سپاس:

ریحانہ شفاعت ناؔز مسعودی

حمدِ باری تعالیٰ

مجھے لطفِ قرب کی جستجو ہے زبانِ حال کی گفتگو
تیرے وصف میں ہے زباں گُنگ تیری شان جل جلالہٗ
ہے عیاں بھی تُو اور نہاں بھی تُو تو معنٰی ہائے وحـــــدہٗ
تُو ہی جاوداں، تُو ہی کُن فکاں تیرا کیف و کم اور رنگ و بُو
نہ مثال کوئی نہ مثل ہے تُو ہی آپ آپ سا ہُوبہُو
تیرا نور حمد کیا گیا وہ جو طاق میں ہے زُجاجۂ
جو نمو و حکمِ عدم میں ہے بھلا کیسے آئے وہ دُو بدُو
جو مقامِ وصل میں ہو فنا جو وہ ہو تو کیسے ہو رُوبرُو
ہو عطا کہ موسیٰ بنا ہو ہے نشانِ حسرت و آرزو

(موسیٰ عبدالرحمٰن صدیقی)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

یوں بس گئی ہے دل میں محبت رسول کی
پیشِ نظر ہے ہر گھڑی صورت رسول کی

جتنے خلوصِ دل سے پڑھے گا کوئی درود
اتنی ہی ملتی جائے گی قربت رسول کی

ہے شرفِ باریابی کا رستہ بہت سہل
پڑھیے درود ہو گی عنایت رسول کی

صلّو علیٰ النبی کی سعادت ملے مزید
اللہ کی عطا سے ہو مدحت رسول کی

جو بھی رکھے گا اُن سے محبت مع خلوص
روزِ جزا ملے گی شفاعت رسول کی

ہو جس قدر بھی شُغل صلوٰۃ و سلام کا
یہ اطاعتِ الٰہی ہے عزت رسول کی

سب کے لئے اللہ نے نمونہ عطا کیا
کتنی ہمہ صفت ہے یہ سیرت رسول کی

سب اہلِ بیت اُن کے ہمیں ہیں بہت عزیز
حد درجہ محترم ہے قرابت رسول کی

اُن کے صحابہ لائقِ تعظیم و احترام
اعلیٰ ترین شرف ہے صحابت رسول کی

مجھ سے گناہ گاروں کو ہے ایک آسرا
ہو گی نصیب ہم کو شفاعت رسول کی

ہے فائزہؔ یہی تو میرا مقصدِ حیات
طاعت رسول کی ہو محبت رسول کی

(پروفیسر فائزہؔ احسان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

''**میرے مسعودِ ملت**''،جی ہاں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے نام ہو، یا عنوان، نفسِ مضمون کی پہچان بن کر سامنے آتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ سب کے ''مسعودِ ملت'' تھے۔ ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ میرے تھے،اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ واقعی سب سے زیادہ اُسی کے تھے۔

کسی شخصیت کی یہ کتنی بڑی خوبی ہے کہ وہ ہر ایک دل میں بَراجمان ہے،اور ہر دل اُن کی محبت میں عقیدت سے سرشار ہے۔

حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔آپ روشنی کا ایسا مینار تھے جس نے عالمِ اسلام کو اپنے وجود سے منور کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد جو ذمہ داری کی تھی یا آپ سے جو کام لینا تھا،آپ نے اس کام کو جہاد سمجھ کر ادا کیا۔ آپ ایک ایسے محقق تھے جن کو تحقیق کا کمال ذاتِ باری تعالیٰ نے ودیعت کیا تھا۔آپ نے اپنی قابلیت ،ذہانت ،شجاعت کا لوہا منوایا۔آپ حقیقت پسند اور حق بات کہنے والے با کردار عالمِ دین تھے۔

آپ کی ایمان افروز یادیں ،راحتِ قلب وجاں ہیں۔آپ کی باتیں،آپ کے **اقوال** ایسا سرمایۂ حیات ہے جس سے آپ کے چاہنے والوں کے دامن بھرے ہوئے ہیں۔

دُنیا میں بہت سے لوگ آئے جنھوں نے بڑے بڑے کام کئے اور عالمِ اسلام

میں نام روشن کیااااور اپنی شخصیت سے دوسروں کو فیضیاب کیا۔قلوب واذہان کو اسلامی تعلیمات سے معطّر اور منور کیا۔نمود ونمائش کی چاہ نہ شہرت کی طلب۔یہ اللہ کے نیک برگزیدہ بندے ہیں کہ جنہوں نے اپنی حیات کو بامقصد گزارا۔اللہ اور اُس کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں سرخرو ہوئے۔انہی معزز لوگوں میں سے ایک میرے ممدوح حضرت مسعود ملت رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔آپ کی شخصیت بھول جانے والی شخصیت نہیں ہے۔آپ رہتی دُنیا تک لوگوں کے ذہنوں پر چھائے رہیں گے۔ایسی بااثر اور پُرسحر شخصیت کا سحر جلد ختم ہونے والا نہیں ہوتا بلکہ مستقل چھا جانے والا ہوتا ہے۔بقول فاضل شہیر حضرت علامہ مولانا جاوید اقبالؔ مظہری مجددی مدظلہ العالی:

اُن کی محبت اُن کی چاہت
اُن کی نظر کی بات نہ پوچھو
سارے جہاں میں اُن کا چرچا
فیضِ نبی کی بات نہ پوچھو
جب سے ہوئے مہماں وہ دل میں
دِل کی جلا کی بات نہ پوچھو
پیکرِ خُلق ، اخلاص و محبت
جانِ وفا کی بات نہ پوچھو

○

یہ حقیقت ہے کہ جب بھی حضرت مسعودِ ملت کو یاد کیا،آپ کی یادوں کے بے شمار جگنو میرے اردگرد جگمگانے لگے۔آپ کی شخصیت کا ایک خاص پہلو یہ بھی تھا کہ آپ کو دیکھ کر سرعقیدت و احترام سے خود بخود جھکتے چلے جاتے اور دل میں عقیدت بھری لہروں کا سمندر

ٹھاٹھیں مارنے لگتا۔ آپ کی محفل اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہونے والی شخصیت روحانی لہروں سے سیراب ہو کر اُٹھتی۔

فیضِ رساں ہیں فیضِ عالم
قطبِ زماں کی بات نہ پوچھو

(جاوید اقبال مظہری)

کتاب ''میرے مسعودِ ملت'' بھی حضرت مسعودِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افروز یادوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں مضامین اور مناقب اور حضرت کے مکاتیب شامل ہیں۔ بعض مضامین مختلف رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔

''یادِ اُن کی آئی تو آتی چلی گئی'' کے مصداق سوچا کہ یہ تمام تحریریں یکجا کر کے ایک کتاب کی شکل دی جائے تاکہ آپ کے دوسرے عرس مبارک پر خراجِ عقیدت پیش کر کے سعادت حاصل کر سکوں۔

ع شائد کہ کچھ بات بن جائے

مضامین اور مناقب اور حضرت کے مکاتیب کا گلدستہ پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب پر اپنا خاص کرم فرمائے اور حضرت مسعودِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کی بارش سے سیراب ہوتے رہیں۔ آپ پر خدا کی رحمت ہو اور آپ کے صدقے ہم سب کی مغفرت ہو۔ (آمین ثم آمین)!

کہتے ہیں ملائک: ''دنیا سے ہستی پیاری آئی''
کہا میں نے: ''گلشنِ مصطفےٰ کے گل ہیں میرے حضرت''
فخر و عظمت کی مسند پہ بٹھایا ہے خدا نے
خوش ہو ہو کے میں سب کو سناؤں میرے حضرت

ناؔز کے دل کو سکوں آتا ہے، آپ کی باتوں سے
کہاں سے لاؤں میں اب آپ کو میرے حضرت

ناچیز

۲۲ر جنوری ۲۰۱۰ء

ریحانہ شفاعت ناؔز مسعودی عفی عنہا

۱۰۴۔A، ہاشم آباد ہاؤسنگ سوسائٹی
مکلی، ٹھٹھہ (سندھ)

باب نمبر ◆

مناقب

جنابِ مسعودِ ملت

مظہرِی شانِ مجسم، عاشق شمعِ رسالت
قوتِ دین و ایمان، جنابِ مسعودِ ملت

سادب طریقت تھے، صاحب شریعت بھی
سُنّیت کے علمبردار، جنابِ مسعودِ ملت

آفتابِ علم و حکمت کی اک روشن مثال
مفتیٔ اعظم دہلی کے نیک پسر، جنابِ مسعودِ ملت

نظروں کے سامنے ہے، شرافت آپ کی
شرم و حیا کے پیکر، جنابِ مسعودِ ملت

فیضانِ مصطفےٰ سے درجہ ملا بلند
ولیٔ کامل ہو گئے، جنابِ مسعودِ ملت

وہ معلّم میرے اور رہنما میرے
علم تصوف کی منزل، جنابِ مسعودِ ملت

بے بس ہو کر آنکھیں چھلک رہی ہیں!
یادوں کے چراغ بن گئے، جنابِ مسعودِ ملت

جس ہجومِ کارواں کو سوگوار کر گئے
اُسی کے ساتھ میرِ کارواں، جنابِ مسعودِ ملت

نشانِ پا ہے آپ کا ہم سب کا سنگِ میل
نقشبندی فیض کا دریا ہیں، جنابِ مسعودِ ملت

اقوالِ مسعود، ہر ایک کے لئے، گوہرِ نایاب
علم و فضل سے موتی لٹا گئے، جنابِ مسعودِ ملت

عمل سے نہ خالی رہے، اب جھولی ہماری
کچھ نہ تھے جو، انہیں بنا گئے، جنابِ مسعودِ ملت

دل تڑپ رہا ہے، لیکن ہے مجھ کو یہ یقین
سایہ فگن رہیں گے سدا، جنابِ مسعودِ ملت

یہ جانتے ہوئے بھی ناز، وصالِ مسعود ہے حکم ربی!
سہا نہیں جاتا، داغِ مفارقت، جنابِ مسعودِ ملت

گوہرِ نایاب مسعودِ ملت

وہ نیک اطوار، سادگی کا پیکر وہ نیک سیرت
شریف النفس، بلند مقام ، مسعودِ ملت
وہ عاشقِ رسول، خدا کے محبوب بندے
اُن کی نگاہِ شفقت سے اپنی قسمت بدل گئی ہے

جلوہ افروز ہوئے ہیں جب سے، گھر میں وہ ہمارے
ہم کو ہے فخر خود پر، گھر کو رونق مل گئی ہے!
امام احمد رضا بریلوی کے عاشق ہوئے ہیں وہ تو
اتنا لکھا ہے اُن پر، علماء کو راہ مل گئی ہے
کرامات اُن کی میں نے دیکھی ہیں بہت سی!
صورت میں اُن کی ہم کو اک نعمت مل گئی ہے
گوہر نایاب ہیں وہ تو، سیپ میں قیمتی موتی!
ہم کو تو اُن سے فیض کی دولت مل گئی ہے
مفتی اعظم دہلی کے بلند پایۂ فرزند مسعود ملت
چاہنے والوں کو ان کے اک عظمت مل گئی ہے
علم کا اک دریا ہے، ان میں موجزن!
علم کے پیاسوں کو اک درگاہ مل گئی ہے
مظہری نسبت کے وہ ہیں روحانی سنگ میل
فدائیوں کو اُن کے خوب روحانیت مل گئی ہے
مسرور ہیں ان کے چمن کا کھلتا ہوا گلاب!
پھلیں پھولیں یارب! دشت گلاب جو اُن کو مل گئی ہے
یارب! سلامت رہیں پھول اُن کے چمن کے
نازؔ کو تو مسعود چمنستاں سے خوشبو مل گئی ہے
خوبیاں ہیں بہت سی، منہ ہے چھوٹا!
شکر ہے الٰہی! بات کچھ تو بن گئی ہے

☆ ☆ ☆ ☆

ہیں تصور میں ہردم موجود

کیا بات ہے حضرت مسعودِ ملت
کیا نام ہے حضرت مسعودِ ملت

ہمارے دل کی حسیں آرزو ہیں آپ
کرشمہ محبت وکرشمہ ساز ہیں حضرت مسعودِ ملت

جب آپ کی یاد آئی، کچھ نہ کچھ ملا ہے
ہمیشہ دل میں رہیں گے حضرت مسعودِ ملت

الفاظ آگئے ہیں زباں پر آپ کی یاد بن کر
ثبوت آپ کی محبت کا اور کیا ہو حضرت مسعودِ ملت

ذخیرۂ التفات ومحبت تو نازؔ پاس ہے ہمارے
ہیں تصور میں موجود ہردم حضرت مسعودِ ملت

(محررہ: ۲؍جنوری ۲۰۱۰ء)

انوار کی باتیں

(بحضور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ)

آتی ہیں یاد جب، آپ کی باتیں
دل کو گرماتی ہیں، آپ کی باتیں

دل و نظر کو لبھاتے ہیں، اقوال و افکار
ذہن و قلب میں سجالی ہیں آپ کی باتیں

نظر سے اپنی میں دیکھتی ہوں، نور کی بارش
یہی تو ہیں آپ کے فیض و انوار کی باتیں

کرشمۂ فیض کا ثمر، ملا ہے بہت ہی
جو لکھا ہے شان میں، وہ ہیں آپ کی باتیں

نازؔ، مرقدِ مسعودِ ملت مرجع خلائق ہے بہت
یہاں پر تو ہیں اب، سرکار کے انوار کی باتیں

(محررہ: ۳؍جنوری ۲۰۱۰ء)

○

پروازِ فکر کی بلندی

(نذرانۂ عقیدت بحضور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ)

مسعودِ ملت کو جب بستر پہ اپنے سُلایا تھا کسی نے
سرفراز فرمایا تھا اُسے، اپنی زیارت سے نبی نے

کیا درجہ بلند پایا تھا ، حضرتِ مسعودِ ملت نے
قربِ نبی عطا کیا اُنہیں ، زیارتِ نبی نے!

درجات دیکھیے کیا پائی ، پروازِ فکر کی بلندی
نظر تو ہے سبھی کی ، پائی وہ نظر کسی کسی نے

عشقِ مصطفٰے سے منور تھے ، سرشار تھے حضرت
اسوۂ رسول کے رستے، چل کر دِکھا دیئے اُنہی نے

اپنے بعد مسعودیوں کی ، اِک فوجِ ظفر موج چھوڑی
لکھے ہیں نازؔ، حضرت کی محبت کے ترانے سبھی نے

(محررہ: ۳؍ جنوری ۲۰۱۰ء)

نذرِ عقیدت

درِ مسعودیؔ سے اُٹھ کر آیا نہیں جاتا
کیا کہیں حال ہے کیا سنایا نہیں جاتا

ہر طرف ہے یادوں کا اک کاروانِ حیات
آپ سا میر کارواں اب پایا نہیں جاتا!

کہوں تو کس سے کہوں درد کے فسانے کو
سُن کر سبھی کہیں: ”یہ درد بھلایا نہیں جاتا“

اذنِ گفتار جس سے ملے طاقتِ پرواز جس سے ملے
ڈھونڈیں کہاں وہ رہنما، جو بھلایا نہیں جاتا

پسر مسعودؔ، ابوالسرورؔ محمدؔ مسرورؔ، درِ مسعودیؔ کی رونق
ایسا حسین شہزادہ کہیں اور پایا نہیں جاتا

سادہ طبیعت ، صبر و رضا کا مجسم پیکر
اُن کی چشم شفقت سے نگاہوں کو اُٹھایا نہیں جاتا

نگاہِ تازؔ نے دیکھے ہیں کیا کیا حسیں منظر
پردہ ایسا ہے کہ ہر پردہ اُٹھایا نہیں جاتا

(محررہ: ۳۰رجنوری ۲۰۱۰ء)

بلند ہے مقامِ عرفان آپ کا

میرے لئے تو یہی ہے بہتر کہ ذکر آپ کا رہے لب پر، اے آفتابِ مظہریہ
قلم فریفتہ ہو کر لفظوں کے پھول بکھیرے آپ پر، اے مہتابِ مظہریہ

جان دیتے ہیں سب، مرتے ہیں خوب آپ پر، اے آفتابِ مظہریہ
خدا نصیب کرے اور طاری رہیں یہی جذبات سب پر، اے مہتابِ مظہریہ

یہ میری قسمت کہ میسر ہوئے کئی لمحات مجھے ،اے آفتاب مظہریہ
میرے گھرانے کو ہے اور رہے گی بہت عقیدت آپ سے ،اے مہتاب مظہریہ

بلند ہے مقامِ عرفان آپ کا،سجا ہوا دور تک ،اے آفتاب مظہریہ
نظر نظر کی بات ہے جو دیکھے،سجا ہوا دور تک،اے مہتاب مظہریہ

عمل کی توفیق عطا ہوئی،جلا ملی آپ سے ،اے آفتاب مظہریہ
اقوالِ مسعودؔ بن کر نشانِ منزل ملے آپ سے ،اے مہتاب مظہریہ

قول و گفتار صداقتِ حسیں،گلدستہ سجا ہے روبرو ،اے آفتاب مظہریہ
انجمن درانجمن اِک گلستان سجا ہے روبرو ،اے مہتاب مظہریہ

ہر ایک پہلو،ہر ایک رُخ نیا آپ کی تحریر کا، اے آفتاب مظہریہ
نصیب اپنا جگا رہی ہے نازؔ،صلہ آپ کی تحریر کا، اے مہتاب مظہریہ

(محررہ:۳رجنوری ۲۰۱۰ء)

ماہرِ رضویات

سرفراز دین و دُنیا ہیں ، ماہرِ رضویات	روحانیت کا بحرِ بیکراں ہیں، ماہرِ رضویات
عشق جانِ جاناں دکھا گئے، ماہرِ رضویات	چراغِ عشقِ محمدی ،جلا گئے، ماہرِ رضویات
زیارات محمدی سے ہو کر سرفراز، ماہرِ رضویات	بن گئے حق وصداقت کی آواز، ماہرِ رضویات
ہیں گلشن احمد رضا کا گلاب، ماہرِ رضویات	جہاں کو دکھا گئے سچ کی آب وتاب، ماہرِ رضویات

تحقیقِ رضا میں ہوئے بلند مقام، ماہرِ رضویات	ولیوں میں بھی ہوئے بلند مقام، ماہرِ رضویات
تحقیق ہے کیا؟ بتاگئے صاحبِ انام، ماہرِ رضویات	سلام آپ کی عظمت کو ہے سلام، ماہرِ رضویات
چہرہ مہتاب کا دُنیا کو دکھا گئے،، ماہرِ رضویات	جو کچھ نہ تھے انہیں بھی بناگئے، ماہرِ رضویات
قلم سب کے ہاتھ میں پکڑا گئے،، ماہرِ رضویات	سچ کو سچ لکھو، نازیہ بتاگئے، ماہرِ رضویات
(محررہ: ۳؍ جنوری ۲۰۱۰ء)	

○

ہدیۂ تبریک

علم وادب کی باغ و بہار، ماہرِ رضویات	درسگاہِ علم وتحقیق ہیں ، ماہر رضویات
تحقیقِ رضا کے موتی دامن میں بھر دیئے	لفظوں کو اعتماد بخش گئے، ماہر رضویات
مشفق وبندہ نواز تھے وہ دِل نواز!	باغِ رضا کے بن گئے معطر پھول، ماہرِ رضویات
عشقِ مصطفیٰ میں ''جانِ جاناں'' لکھ گئے	پہنچ گئے پھر کوثر و تسنیم پر، ماہر رضویات
بندۂ حق آشنا، ہم سے بچھڑ گئے	آبروئے اہلِ سنّت بن گئے ماہرِ رضویات
پروازِ فکر بلند کی، ''جہانِ امامِ ربّانی'' میں	ہوا کارنامہ بدست انجام، ماہر رضویات
ہدیۂ تبریک پیش، بہ جانبِ نازؔ مسعودی	دُنیا علم وفکر کی آپ ہی تھے، ماہر رضویات!

☆☆☆☆☆☆

○

شہنشاہِ رضویات

کہاں ملے گا آپ سا کہاں ملے گا، شہنشاہِ رضویات
نظر نہ آئے گا زمانے میں دوسرا کوئی، شہنشاہِ رضویات

اضطرابِ دل بڑھ گیا اور ذکر کیا آپ کا، شہنشاہِ رضویات
سجا رہی ہوں محفل ، پیش ہے نذرانہ، شہنشاہِ رضویات

بھلانا چاہے اگر کوئی تو بُھلا نہ پائے گا، شہنشاہِ رضویات
آپ کے نقشِ قدم بن گئے ہم سب کے رہبر، شہنشاہِ رضویات

ہمارے ساتھ ہیں آپ، ہمارے خیالوں میں ہردم،، شہنشاہِ رضویات
تعلیمات آپ کی ہرزباں پر مثالوں میں ہردم، شہنشاہِ رضویات

گلستانِ ادب اور روحانیت میں ڈنکا آپ کا، شہنشاہِ رضویات
امامِ ربّانی کی انجمن میں ہے چرچا آپ کا، شہنشاہِ رضویات

آپ کی عنائتوں سے ملا ہے زندگی کا سُراغ، شہنشاہِ رضویات
آپ ہی نے جلایا ہے تازؔ کی زندگی میں علمی چراغ، شہنشاہِ رضویات

(محررہ: ۳۰ر جنوری ۲۰۱۰ء)

☆☆☆☆☆☆☆

○

گلستانِ ادب کی بہار

اشک بہتے ہیں جب یاد آتے ہیں، گلستانِ ادب کی بہار
مسعودِ ملت، ماہرِ رضویات و ماہرِ مجددیات، حق کی پکار

درسگاہ و دانش کدہ، بحرِ علم و ادب، لائقِ غور و فکر
صاحبِ قرطاس و قلم، بکھیرتے تھے لفظوں کی مہکار

بزرگانِ دین و اولیائے کرام سے فیض یافتہ تھے آپ
سچے عاشقِ رسول، بحرِ انوارِ سنّیت کی پکار

داستانِ دل کیا کہیں، کیفیت ہے بس عجیب
بچھڑ گئی اسلاف کی معتبر نشانی، روحانیت کی بہار

تھی اہلِ حق کی آواز، اہلِ علم و ادب کی پرواز
ہزاروں چراغ روشن کیے، آپ تھے نور کی آبشار

احسان آپ کے یاد آ گئے، آنکھیں جھلملا گئیں
دل میں بصدِ ناز جلوہ فرما ہوئی، عقیدت کی بہار

(محررہ: یکم جنوری ۲۰۱۰ء بروز جمعۃ المبارک)

انداز نیا دیا ہے

علم و ادب کا دِیا جلا دیا ہے
ذہن و نظر کو انداز نیا دیا ہے

صبحِ اُمید بھی چمک گئی ہے
بدگمانیوں کو جو، مٹا دیا ہے

حق وصداقت کے امیں مسعودِ ملت
تحقیق کو اک انداز جدا دیا ہے

حیات ہو گئی حسین سب کی
نگاہوں کو منظر نیا دیا ہے

دلوں میں ناز، روحانی خوشبو بھر کر
آپ نے شہر خوشبو بسا دیا ہے

تحسین وتبریک کے پھول

آپ ہیں آبروئے بزمِ حکمت، نشاں کوئی مٹا سکتا نہیں
آپ سے ہے جو نسبت، اب کوئی چھڑا سکتا نہیں

حضرت مسعودِ ملت کا ہے ذکر اتنا، زباں تھکتی نہیں
عطا ہوئی جو فضیلت آپ کو، کوئی چھڑا سکتا نہیں

آپ کے اُٹھے دست مبارک کی، اللہ لاج رکھتا ہے
ہیں یہ وہ عطائیں، خرید کر کوئی لا سکتا نہیں

تحسین وتبریک کے پھول، نازؔ نچھاور کرتی ہے
بخشا ہے آپ نے علمی سرمایہ، کوئی چرا سکتا نہیں

فیضانِ مسعودی کا اثر

فیضانِ مسعودیؔ کا اثر ہم دیکھ رہے ہیں
مرقد اطہر کا بھی منظر ہم دیکھ رہے ہیں

اللہ کے ولی کی شانِ ولایت کیا کہیئے
نبی کا منظورِ نظر، ہم دیکھ رہے ہیں

شارحِ فکرِ رضاؔ ہیں، عالی جناب
امامِ رضاؔ کا مقرر، ہم دیکھ رہے ہیں

فضیلتِ درجاتِ رضاؔ سے علم بردار ہوئے ہیں
رضاؔ کی فیض رسانی کا اثر ہم دیکھ رہے ہیں

فیضانِ کرم کے یہاں نازؔ، دریا بہتے ہیں
دعائے مسعودیؔ کا ثمر، ہم دیکھ رہے ہیں

(محررہ: ۱۳؍ جنوری ۲۰۱۰ء)

سادگی نے پکارا مسعودؔ ملت

علمی وجاہت کا استعارہ، مسعودِ ملت	ڈوبتے ہوئے کا کنارا، مسعود ملت
رسولِ پاک کے درکے، گدا تھے آپ	میرے ملجا و ماوئی، مسعودِ ملت

راحت قلب و جان ، بن گئے — بھٹکے ہوؤں کا سہارا، مسعودِ ملت
طبیعت لیا سادہ پائی، آپ نے — سادگی نے پکارا، مسعودِ ملت
تشنہ دلوں کو، فیضِ مسعودی ملے — نازؔ کے لیے ہیں بحر کنارا، مسعودِ ملت[1]

ذکرِ نبی ﷺ میں

حضرتِ مسعودؔ کی باتیں مہکیں، ذکرِ نبی میں
آپ کے شب و روز بھی گزرے ذکرِ نبی میں

عشقِ الٰہی اور عشقِ نبی سے سرشار تھے ہر دم
اسوۂ حسنہ کی پیروی ہوئی عشقِ نبی میں

وقت آپ کا اکثر گزرتا تھا، تفکرِ قرآں میں
قلب و روح کو سینچا تھا، عشقِ نبی میں

عرفانِ ذات ملا آپ کو، عرفانِ الٰہی میں
مسرور ہوا قلب، اسی راہ کی شہنشاہی میں

عشقِ نبی ہی ہے، زندگی کی حقیقت
حضرت کے شب و روز نازؔ، گزرے ہیں عشقِ نبی میں[2]

(١ ، ٢) محررہ: ١٣ر جنوری ٢٠١٠ء)

☆☆☆☆☆☆☆

○

تاریخِ رضؔا لکھ کر......

تاریخِ رضؔا لکھ کر، بتا دیتے ہیں حضرت
عاشقِ رسول کا عاشق بن کر دکھا دیتے ہیں حضرت

جھلک دکھاتے ہیں، عالمِ اسلام کو جب امام رضؔا، کی
پردۂ صداقت پھر اُٹھا کر دکھا دیتے ہیں حضرت

مئے پیتے ہیں جب وہ عشقِ رضؔا کی!
محبت ہے کیا چیز دکھا دیتے ہیں حضرت

عمر اپنی گزاری ہے ''رضویات'' کی سیّاحی میں
تحقیق ہے کیا فن، سمجھا دیتے ہیں حضرت

نام آپ کا ہمیشہ آئے گا، تحقیقِ رضؔا میں
نازؔ، اِک جاں دو قالب بن کر، دکھا دیتے ہیں حضرت

(محررہ: ۱۳؍جنوری ۲۰۱۰ء)

☆☆☆☆☆☆☆

نذرِ عقیدت

نقشِ پا اپنا مثل بنا دیا ہے حضرت نے
شعورِ منزل کو سجا دیا ہے حضرت نے

تحقیق بالیقین بن کر حضرتِ مسعودؔ ابھرے ہیں
جو خود دیکھا وہ دکھا دیا ہے حضرت نے

نیلگوں آسماں بھی آپ پر رشک کرتا ہے
ستاروں کا اِک جہاں چمکا دیا ہے حضرت نے

کاغذی پھول کبھی خوشبو دیتے نہیں ہیں
اصلی پھولوں کا اِک انبار لگا دیا ہے حضرت نے

راہ اِک سیدھی سب کو دِکھا دی ہے انہوں نے
چہارسو خوشبو کو مہکا دیا ہے حضرت نے

طاقتِ پرواز قدرت سے عطا ہوئی قلم کو
حق و صداقت کا دربار لگا دیا ہے حضرت نے

نازؔ، معجزہ سازی ہے اِک حقیقت آپ کی
خاموشی سے جلوہ دِکھا دیا ہے حضرت نے

(محررہ: ۱۳؍جنوری ۲۰۱۰ء)

چراغِ راہ

بن کر تفسیرِ یقینِ محکم، عمل پیہم نور پھیلا آپ کا
قول و فعل کے موتیوں میں یہی رنگ، جھلکا آپ کا

عظمتِ اخلاق سے ہے عبارت، حیات آپ کی
سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ہے آپ کا

شریعت و جدید افکار کی امتزاج شخصیت آپ کی
رواں دواں ہے تحقیقِ جستجوئے کارواں آپ کا

محبوب کے صدقے خدا نے ہے نوازا آپ کو
نورانی تجلیوں سے جلوہ افروز ہے چہرہ آپ کا

باشرع اور باوضع سادگی کا پیکر آپ ہیں
حلقۂ علم و ادب خوب پھیلا آپ کا

نئی نسل کے واسطے چراغِ راہ بنے ہیں، آپ
ہر منزل کا پتہ تازہ، دیتا ہے سلسلہ آپ کا

(محررہ: ۱۳؍جنوری ۲۰۱۰ء)

☆☆☆☆☆☆☆

○

تاریک دِلوں کو جلا دیتے ہیں

''جانِ جاناں''، ''جشنِ بہاراں'' جب لکھ لیتے ہیں
ستاروں سے آگے منزل اپنی بنا لیتے ہیں

عاشق رسول سے ہر مومن کو عشق ہوتا ہے!
عشق ہے کیا چیز، یہ آپ دکھا دیتے ہیں

آپ کی صفت تسلیم و رضا نے گرویدہ کر لیا!
آپ ہی ہیں ''مسعودملت'' سب یہی پتہ دیتے ہیں

فرط عقیدت سے سب قید ہیں چاہت میں
آپ تو دشمن کو بھی محبت سے نبھا لیتے ہیں

روشنی علم و عمل کا بن کر مینارۂ نور
انوار و تجلیات کا خزینہ لٹا دیتے ہیں

نغماتِ رضا سے عالم اسلام کو مہکا کر
آپ ہی تو نازؔ، تاریک دِلوں کو جلا دیتے ہیں

(محررہ: ۱۳؍جنوری ۲۰۱۰ء)

☆☆☆☆☆☆

○

عظمتوں کے نشاں

آفتاب کو آئینہ کوئی دکھا سکتا نہیں
آپ سے اُلفت کا اندازہ کوئی لگا سکتا نہیں

مفتیِ اعظم دہلی کے تربیت یافتہ نیک پسر ہیں
عظمتوں کے یہ نشاں کوئی مٹا سکتا نہیں

''تاریخِ رضاؔ'' لکھ کر، امر کر لیا ہے خود کو
حقیقت تو حقیقت ہے ، کوئی چھپا سکتا نہیں

ملّت کے جوانوں کے لئے ہے یہ درسِ عظیم
نقوشِ پا، آپ کے کوئی مٹا سکتا نہیں

بارشِ نورانیت نازؔ، ہم پر یونہی برستی رہے
آپ کے درسِ شفقت کو کوئی بھلا سکتا نہیں

(محررہ: ۱۳ رجنوری ۲۰۱۹ء)

☆☆☆☆☆☆

○

چمنستانِ مسعودی

چمنستانِ مسعودی رہے سلامت یارب!	اس گلشن میں رہے برکت یارب!
کلیاں اس چمن کی یونہی مہکیں ہردم	مسرور و سرور و مسعود کو ملے راحت یارب!
دین و دنیا میں پھلیں پھولیں یونہی	ان گلوں میں رہے خوشبو، سلامت یارب!
دعاؤں میں ہیں ناز، یہ سب ہی	میرے حضرت کے یہ غنچے رہیں سلامت یارب!

(محررہ: ۱۳؍جنوری ۲۰۱۰ء)

○

میں ایک ایسا قصیدہ لکھوں!

میں اک ایسا قصیدہ لکھوں میرے حضرت
ہو آپ کے شایانِ شاں، میرے حضرت

تعریف ہے اتنی کہ ہوتی نہیں مکمل
آسماں سے توڑ لاؤں تارے میرے حضرت

اقوالِ مسعودی کی روشنی، اُتری میرے دل میں
آفتاب کہوں، مہتاب کہوں، کیا کہوں، میرے حضرت

طرزِ تحریر و ندرتِ بیاں، آپ کا مخصوص ہے حضرت
چاشنی اخلاق کی خوب چکھائی، میرے حضرت

عالمِ اسلام میں پھیلی ہے روشنی، آپ کے قلم کی
فلک پر چمکدار اِک ستارہ ہیں، میرے حضرت

کہتے ہیں ملائک: ''دُنیا سے ہستی پیاری آئی''
کہا میں نے: ''گلشنِ مصطفیٰ کے گل ہیں میرے حضرت''

فخر و عظمت کی مسند پہ بٹھایا ہے خدا نے
خوش ہو ہو کے میں سب کو سناؤں میرے حضرت

نازؔ کے دل کو سکوں آتا ہے آپ کی باتوں سے
کہاں سے لاؤں میں اب آپ کو، میرے حضرت

O

ذکرِ گوہرِ نایاب

کھو گئے ہیں ہم، ذکرِ گوہرِ نایاب میں	ملتی ہیں کہاں یہ خوبیاں، کسی آفتاب میں
راہِ راست پر آ گئے، نجانے کتنے بھٹکے ہوئے	کھلے خوب گلِ مسعودیؔ، گلشنِ مسعودیاتؔ میں
زیارتِ نبی سے خوب، سرفراز ہوتے رہے آپ	مہکتی رہی ''جشنِ بہاراں''، انجمن عالی جناب میں
جو دل و دماغ کو معطر کردے، وہ خیال اُن کا ہے	نازؔ، حیات گزری آپ کی، خیالِ رسالتمآب میں

☆☆☆☆☆☆

مردِ قلندر

آپ جھلک اپنی ، دکھا کر چلے گئے	راہِ حقیقت اک، دکھا کر چلے گئے
پیکرِ سُنّتِ رسول ، دلوں پر چھا گئے	مردِ قلندر تھے، آ کر چلے گئے
نظرِ کیمیا نے جانچا، دلوں کو خوب	''آخری پیغام'' دے کر چلے گئے
رضاؔ کے پروانوں کو ملی اِک راہِ حیات	آئے اور قلب ونگاہ کو گرما کر چلے گئے
فیضِ نقشبندی سے صحرا، گلزار ہوئے	روحانی برکھا برسا کر چلے گئے
خوش نصیبی ہم سب کی، عالم باعمل ملے	وہ آئے نازؔ اور انجمن سجا کر چلے گئے

موتی چُن چُن کر وہ سجائے جاتے ہیں

شمعیں محبت کی، وہ جلائے جاتے ہیں	چشم میں شبنمی برسات وہ سجائے جاتے ہیں
نورانی چہرہ اُن کا، نگاہوں میں بسا ہے	جب یاد آتے ہیں تو، آئے جاتے ہیں
ذکر اُن کا ہمارے دل کی رونق ہے	زندگی کو جینے کا سلیقہ وہ سکھائے جاتے ہیں
حسنِ سلوک ایسا کہ پتھر ہوئے ہیں موم	عمر بھر کے لئے گرویدہ وہ بنائے جاتے ہیں
نازؔ، ایسی بصیرت ملتی نہیں سب کو	موتی چُن چُن کر وہ سجائے جاتے ہیں

نبی کے پروانے میرے حضرت

سُنّتِ نبوی کا حسین اظہار میرے حضرت

اللہ والے تھے ، نبی کے پروانے میرے حضرت

اخلاص و محبت کی پکار میرے حضرت

شرم و حیا کی اعلیٰ مثال میرے حضرت

سخی تھے دل کے فیاض میرے حضرت

سادگی و شرافت کا اظہار میرے حضرت

صبر تسلیم و رضا کا اسرار میرے حضرت

مہماں نواز و دل نواز تھے میرے حضرت

ناؔز مخلص و رحمدل تھے میرے حضرت

پیمانۂ عمل ہے کردار آپ کا

ایمان افروز ہیں تفسیریں آپ کی	باغ و بہار ہیں تدبیریں آپ کی
پیمانۂ عمل ہے کردار آپ کا	صراطِ مستقیم پہ لے جاتی ہیں لکیریں آپ کی
دِلوں کے شگوفے کھل گئے ’’جشن بہاراں‘‘ سے	روح کو سیراب کر گئیں تحریریں آپ کی
’’موجِ خیال‘‘ ہے عشقِ رسول میں ڈوبی ہوئی	معطر کرتی ہیں ناؔز، تحریریں آپ کی

نگاہِ فیض نبی کی برکھا برسی

رحمت خاص ہوئی اللہ کی پیارے حضرت

کرم کے پھول کھلتے رہے پیارے حضرت

نگاہِ فیض کی برکھا برسی جب

ہوئے سیراب عشقِ نبی سے پیارے حضرت

عشق نبی ہی سرمایۂ حیات تھا حضرت کا
چشمہ فیض دیدار نبی سے بھی سیراب رہے پیارے حضرت

فیض نبی سے ہی کرامت و فضیلت ملی حضرت کو
اتباع سنت میں خوب کامل تھے پیارے حضرت

تھی شریعت و جدید افکار کا امتزاج ذاتِ گرامی
وارث علومِ انبیاء اور صاحبِ عرفان تھے پیارے حضرت

عاجزی و انکساری تھی آپ کی سیرت کا حسیں پہلو
مجسم شرم و حیا تھے میرے پیارے حضرت

سیرت و حیات کے ہر گوشے میں نئی شان واللہ!
سراپائے عظمت، پیکر وجاہت تھے پیارے حضرت

حُسنِ خلق و حُسنِ انتظام کا گرویدہ تھا اِک عالم
ہر شخص اسیر مسعودی ہوا میرے پیارے حضرت

''جانِ ایماں'' و ''جانِ جاں'' و ''جانِ جاناں'' و دیگر
نسبتوں کی بہار ہیں قلمی شاہکار میرے حضرت

خوبیوں کا احاطہ کیا کرے یہ بندی عاجز
چہارسو ہے نازؔ چرچا فضل و کمال پیارے حضرت

(محررہ ۳۱؍جنوری ۲۰۱۰ء)

باب نمبر ❷

محامد ومحاسن

(مضامین)

سادگی اور شرافت کے آئینہ دار

گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ میں کئی بار امتحانات میں بحیثیت نگراں امتحان[1] (Invigilator) کے فرائض انجام دیئے۔ وہیں محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کو دیکھا۔ نیچی نظریں، شخصیت سادگی و شرافت کی آئینہ دار، کمرۂ امتحان کا چکر لگاتے اور چلے جاتے۔ اس وقت صرف ذہن میں یہ تھا کہ میری طالبہ سعدیہ بیگم کے والد گرامی ہیں اور کالج کے پرنسپل صاحب ہیں۔

اُن کی شخصیت پر کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ پروفیسر صاحب جب تک ٹھٹھہ میں رہے اُن سے صرف دو مرتبہ ملاقات ہوئی۔ جب آپ یہاں سے تبادلہ ہو کر سکھر چلے گئے تو آپ کی شخصیت کے بارے میں انکشافات ہوئے کہ آپ تو بہت بلند ہستی ہیں اور ہماری بدقسمتی کہ آپ سے فیض یاب نہ ہو سکے۔ جب تک سکھر کالج میں رہے، خط و کتابت جاری تھی کیونکہ ایم۔فل اُن کی زیرِ نگرانی کرنے کے لئے اُن سے اجازت نامہ لے لیا تھا۔ جب آپ کراچی تشریف لائے تو بے شمار ملاقاتیں ہوئیں اور خط و کتابت بھی جاری رہی۔ وقتاً فوقتاً اپنی کتابیں بھی عنایت فرماتے رہے ہیں۔ آپ کے اہلِ خانہ بھی آپ کی طرح محبت و شفقت کا پیکر ہیں۔ ہمدرد و غمگسار، سادہ طبیعت، نمود و نمائش سے بے پرواہ!

پروفیسر صاحب خط کا جواب دینے میں بہت پابند ہیں۔ کسی شخص کو مایوس نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر دراز کرے، آمین ثم آمین!

◆ جن دنوں یہ مقالہ لکھا گیا، مصنفہ اُن دنوں سپروائزر پرائمری ایجوکیشن، مکلی، ٹھٹھہ (سندھ) تھیں۔

ایم۔اے فائنل (اُردو) کے امتحان کی تیاری کے سلسلے میں حضرت کے دولت کدہ پر ملاقات کی اور جو نوٹس تیار کئے تھے دکھائے، دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔انہوں نے پوچھا: ''یہ نوٹس کس نے تیار کروائے ہیں۔'' میں نے بتایا: ''خود کیے ہیں۔'' کہنے لگے: ''بھئی یہ تو سب مکمل ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ آپ ضرور اچھے نمبروں سے کامیاب ہوں گی۔''

فرمانے لگے: ''آپ نے اس سے پہلے تعلیم کہاں سے حاصل کی؟''

میں نے کہا: ''میٹرک ٹھٹھہ سے کیا ہے۔'' کہنے لگے: ''اس سے پہلے۔'' میں نے کہا: ''لاہور سے۔'' تو فرمانے لگے: ''جبھی تو میں کہوں بنیاد کہیں اور کی ہے۔ جب آپ پی۔ایچ۔ڈی کریں گی تو میں آپ کی ضرور مدد کروں گا۔''

ایم۔فل (اُردو) آپ کی زیرِ نگرانی کیا اور اس دوران آپ سے بہت کچھ سیکھا۔ زندگی کے نئے باب روشن ہوئے، آپ نے جس قدر محنت و کوشش سے اپنا قیمتی وقت نکال کر مجھے لکھنا سکھایا۔ میں اس قابل نہ تھی، یہ سب آپ کی محنت تھی، جو مقالہ ''مکاتیبِ یکتا دہلوی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' مکمل ہوا۔ وہ لمحات میری زندگی کے خوش نصیب لمحات تھے جن میں، میں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ کی ہمہ گیر شخصیت ایسے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے جس کی روشنی انسان کو اس کی منزل تک پہنچاتی ہے۔ آپ کی پُرکشش شخصیت سے کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حضرت میدانِ تحقیق میں بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ خاص طور پر امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی علمی، دینی اور شعری خدمات کے متعلق جو تحقیقی، تنقیدی اور تشریحی کام آپ نے کیا ہے، اسے اہلِ اسلام اور خاص طور پر اہلسنّت کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ آپ کی تحریروں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ایک ایک لفظ ذہن کی گرہ کو کھولتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی خالص مذہبی، اصلاحی اور بزرگوں کی سوانح حیات

کے لئے وقف کردی ہے۔سب سے بڑی بات یہ کہ کسی شہرت کی تمنا نہیں، کسی صلہ کی خواہش نہیں۔

آپ نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کی دعوت پر سیرت طیبہ پر نصابی کتب برائے بی۔اے کے لئے ۱۹۸۵ء میں ایک یونٹ بعنوان: ''حیات طیبہ قبل بعثت تا بعثت'' بھی قلمبند کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب جیسی شخصیات ملک وقوم کا ایک عظیم اثاثہ ہوتی ہیں، اُن کی قدر کی جانی چاہیے۔ایسی شخصیات روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔آپ کی علمی اور دینی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

مجھے آپ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی سعدیہ بیگم کو پبلک اسکول، ٹھٹھہ میں پڑھانے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔اُن کا شمار اچھی طالبات میں ہوتا تھا۔پروفیسر صاحب اکثر خوش ہو کر فرمایا کرتے ہیں کہ ''آپ تو میری بیٹی کی اُستاد بھی ہیں۔''

شفق کی ، باد صبا کی، گلوں کی ، غنچوں کی
سمیٹ لی ہیں کسی نے لطافتیں سب کی

آپ کی علمی و دینی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کی محبت و شفقت سب کو آپ کا گرویدہ بنا دیتی ہے۔ہر ملنے والا یہ سمجھتا ہے کہ حضرت سب سے زیادہ مجھ پر مہربان ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے علم و فضل اور عمر میں اضافہ فرمائے، آپ کا سایۂ رحمت اہلسنّت پر قائم و دائم رہے۔آمین ثم آمین!

محررہ: ۲۱ر جون ۱۹۹۴ء

◆ مشمولہ ''تذکار مسعود ملت'' مرتبہ محمد عبدالستار طاہر مسعودی، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء

نوٹ: یہ مقالہ حضرت مسعود ملت کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے اُن کی حیاتِ مبارکہ میں تحریر کیا گیا۔
——ناز مسعودی

ڈاکٹر محمد مسعود احمد میری نظر میں

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد گلستانِ اسلام کے وہ حسین پھول ہیں جس کی خوشبو چھپانے سے بھی نہیں چھپتی۔آپ کی شخصیت دُنیائے علم و دانش میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔آپ کی دلکش شخصیت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ پر جتنا لکھا جاتا ہے،آپ کی شخصیت اور نکھر کر سامنے آتی ہے۔یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے۔آپ اللہ کے دوست اور سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔آپ کو اپنے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔یہ کام اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے ذریعے بہت خوبصورتی کے ساتھ لے رہا ہے۔آپ کے ساتھ آپ کے چاہنے والوں اور جانثاروں کو بھی نواز رہا ہے۔ کسی شخصیت کی یہ خوبی میری نظر میں بہت بڑی خوبی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ میری اتنی اوقات کہاں کہ میں آپ کی شخصیت کی خوبیاں گنوا سکوں، یہ تو بس ایک چھوٹی سی کوشش ہے آپ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کی۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا تعلق دہلی کے ایک بہت باوقار، باعظمت، مذہبی گھرانے سے ہے۔آپ کے والد محترم مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ پاک و ہند کے مقتدر عالم اور سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور بزرگ تھے۔مسجد فتحپوری دہلی کی شاہی امامت و خطابت پر فائز تھے اور تقریباً ستر سال تک یہ فرائض انجام دیئے۔آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے جو پوری دُنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔آپ کے

فیض کا سلسلہ ہمیشہ جاری وساری رہا اور لوگ آپ سے جوق در جوق فیض حاصل کرتے رہے۔آپ پندرہ کتابوں کے مصنف بھی تھے۔آپ کا وصال پچاسی سال کی عمر میں ۲۸ر نومبر ۱۹۶۶ء میں دہلی میں ہوا۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی ولادت دہلی میں ۱۹۳۰ء میں ہوئی۔آپ کی تعلیم وتربیت آپ کے والد ماجد کے زیر سایہ رہی۔آپ اپنے والد ماجد حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مظہر اللہ سے علمی فیوض حاصل کرتے رہے اور ساتھ ساتھ مدرسۂ عالیہ مسجد فتحپوری کے اساتذہ سے علوم عربیہ وفارسیہ میں مہارت حاصل کی۔آپ کی تعلیم کا سلسلہ اورنٹیل کالج دہلی ادارۂ شرقیہ دہلی میں بھی رہا۔یہاں سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ شملہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم رہے اور فاضل فارسی کا امتحان پاس کیا۔آپ نے ۱۹۵۱ء میں پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک، ۱۹۵۶ء میں بی۔اے اور ۱۹۵۷ء میں ایم۔اے اُردو کا امتحان نمایاں پوزیشن میں پاس کیا۔آپ اس امتحان میں پہلے نمبر پر رہے، جس کے صلے میں گورنر مغربی پاکستان کی طرف گولڈ میڈل اور وائس چانسلر کی طرف سے سلور میڈل سے نوازا گیا۔آپ نے ۱۹۷۱ء میں ڈاکٹریٹ کی سند سندھ یونیورسٹی حیدرآباد، سندھ سے حاصل کی۔آپ نے ''قرآن پاک کے اُردو تراجم وتفاسیر'' پر مقالہ لکھا۔آپ نے اپنا مقالہ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان کی نگرانی میں مرتب کیا۔آپ کے تمام اساتذہ آپ پر فخر کیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے ۱۹۵۶ء میں اپنے والد ماجد مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ محمد مظہر اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔آپ کو علامہ مفتی محمد محمود الوری اور پیر زین الدین شاہ گیلانی کی جانب سے خلافت حاصل ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے والد بزرگوار کی دعاؤں کی برکات سے ایک بلند ترین

روحانی مقام کے ساتھ ساتھ اعلیٰ ترین علمی کمالات عطا فرمائے ہیں۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اُردو پروفیسر کی اسامی کیلئے ۵ راگست ۱۹۶۵ء کو پبلک سروس کمیشن، لاہور کے اجلاس میں انٹرویو دیا اور کامیابی حاصل کی، جس کے نتیجے میں گورنمنٹ ڈگری کالج، کوئٹہ میں بحیثیت پروفیسر منتخب ہوئے۔ آپ اندرونِ سندھ کے کئی کالجوں میں بڑی جانفشانی اور ایمانداری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے چکے ہیں۔

مجھ ناچیز کی ملاقات آپ سے ٹھٹھہ میں آپ کے دولت کدہ پر ہوئی۔ آپ اس وقت گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹھٹھہ میں بحیثیت پرنسپل اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ آپ نے میری علمی معاونت کر کے مجھے ایک بہت بڑا اعزاز بخشا۔ آپ میرے علمی و روحانی استاد ہیں۔ میں نے آپ کی زیرِ نگرانی ایم۔فل کا مقالہ مکمل کیا۔ آپ نے بہت محنت و کوشش سے اپنا قیمتی وقت نکال کر مجھے لکھنا سکھایا۔ میں اس قابل نہ تھی یہ سب آپ کی محنت تھی جو مقالہ ''یکتا دہلوی کے مکاتیب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' مکمل ہوا۔ آپ کی نظرِ عنایت اور خصوصی توجہ نے میرے اندر پڑھنے کا ذوق و شوق مزید پیدا کر دیا۔ جیسے جیسے عمر بڑھتی جا رہی ہے، علم کی پیاس بڑھتی جا رہی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ بس کتابیں ہوں اور میں ہوں۔ یہ آپ کی عظیم شخصیت کا اعجاز ہے جو مجھ ناچیز کو ملا۔

خام تھی خادم بنی، پارس بنی
بس توجہ آپ کی یک بارگی

آپ جیسی شخصیات ملک و قوم کا ایک عظیم اثاثہ ہوتی ہیں، ان کی قدر کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہم سب کے سر پر سلامت رکھے، آپ کے درجات اور بلند کرے اور آپ سے زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آپ کی باعمل پُر اثر شخصیت کے اثر سے کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ آپ کا زہد و تقویٰ، عبادات کی پابندی، غیبت سے اجتناب، نمود و نمائش سے اجتناب ایسی روشن قندیلیں ہیں جو آپ کے زیر سایہ تربیت پانے والوں کو منور کر رہی ہیں۔

آپ نہایت سادہ مزاج، شریف النفس، متقی، پرہیز گار، مخلص و مشفق، خوددار، پُر عزم، مستقل مزاج، دانشمند، فرض شناس، ایماندار، وقت کے پابند اور مہمان نواز، غرض یہ کہ ایسی بہت سی خصوصیات آپ کی شخصیت کا خاصہ ہیں۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے ہیں۔ الحمدللہ سب کی شادی ہو چکی ہے۔ سب سے بڑی صاحبزادی کوکب جہاں، دوسری صاحبزادی ثروت جہاں، پھر صاحبزادہ محمد مسرور احمد اور تیسری صاحبزادی سعدیہ بیگم ہیں۔ مجھے بہت فخر ہے کہ میں سعدیہ بیگم کی اُستاد رہ چکی ہوں۔ چاروں بچے زیور تعلیم سے آراستہ ہیں اور صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد اپنے والد گرامی ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ علمی و ادبی کام بھی بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں، اور اپنے والد محترم کے دست حق پرست پر ۲۵ر جون ۱۹۹۱ء کو مکہ معظمہ میں بیعت ہوئے۔ ان شاء اللہ آگے چل کر اپنے والد گرامی کے جانشین ہوں گے۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا تحقیقی سفر سالوں پر محیط ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے بے شمار رسائل و جرائد اور اخبارات میں تحقیقی مقالات لکھے، کتابوں کے تراجم کیے، بہت سی کتابوں کے مقدمے اور تبصرے بھی لکھے۔ بے شمار کتابیں تصنیف کیں۔ کئی لوگوں نے آپ پر تحقیقی مقالات لکھے، رضویات کے میدان میں آپ کی گرانقدر خدمات یاد رکھنے کے لائق

ہیں۔آپ نے امام احمد رضا خاں بریلوی کی علمی شخصیت کا تعارف پوری دُنیا میں کروایا اور ان کے بارے میں پھیلی ہوئی افواہوں کا دامن چاک کیا۔ یہ آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ آپ نے امام احمد رضا خاں بریلوی کے علمی وتجدیدی کارناموں کو پیش کیا جو کہ موجودہ طبقے کے لئے ایک بہت بڑا علمی ودینی تحفہ ہے۔آپ کے اس کارنامے سے مخالفین کا پھیلایا ہوا بے بنیاد اور جھوٹا پروپیگنڈہ بے موت مرگیا۔اب جو بھی رضویات کے میدان میں تحقیق ہو رہی ہے، وہ آپ ہی کی مرہونِ منت ہے۔

آپ کا ایک بڑا کارنامہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر پندرہ مجلّدات پر مشتمل بے مثال انسائیکلوپیڈیا کی تکمیل بھی ہے۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے اپنی تصنیفات کے ذریعے بہت زبردست دینی خدمات انجام دی ہیں، خاص طور پر امام احمد رضا خاں بریلوی کی شخصیت وخدمات پر جو کام کیا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔اسی لئے دُنیا میں آپ **ماہر رضویات** کے نام سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔

آپ نے اپنے والد گرامی مفتی شاہ محمد مظہر اللہ اور اپنے جد امجد حضرت مسعود شاہ کے فتاویٰ کو بھی یکجا کر کے ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔آپ نے دین کی خدمت کے ساتھ ساتھ مختلف جہات سے اردو ادب کی خدمات کا فریضہ بھی انجام دیا۔

آپ کا سلسلۂ اشاعت بین الاقوامی ہے۔جس سے پوری دُنیا فیض حاصل کر رہی ہے۔آپ عالمی مجدد کے مرتبہ پر فائز ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد ہے جو ہر وقت آپ پر اپنی رحمت برساتی رہتی ہے۔ پوری دنیا کے لوگ آپ کو **مسعود ملت** اور **ماہر رضویات** کے نام سے جانتے ہیں۔آپ روشنی کا وہ مینار ہیں جو اپنی روشنی سے سب کو روشن کررہا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ روشنی تا قیامت رہے اور سب فیضیاب

ہوتے رہیں۔ آمین!

آپ کے اہل خانہ بھی آپ کی شخصیت کے آئینہ دار ہیں۔ آپ ہی کی طرح سادہ طبیعت، پُر خلوص، مشفق اور مہمان نواز۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے ایک دینی و پاکیزہ ماحول میں تربیت حاصل کی۔ کئی کالجوں میں اپنی خدمات انجام دیں۔ ڈپٹی ڈائریکٹر تعلیمات کے عہدے پر بھی فائز رہے لیکن ہر جگہ اپنے خاندانی وقار کا خاص خیال رکھا۔

آپ جیسی شخصیات صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں جو لوگوں کے علاوہ زمانوں کے کام بنا جاتی ہیں۔ زمانہ اُن پر ہمیشہ فخر کرتا ہے۔ آپ کا نام تاریخ کے اوراق میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

یادوں کے چراغ

(حضرت مسعود ملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی یاد میں)

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی　　　بدلتی زمانے کی تقدیر دیکھی

اچھی یادیں ہمیشہ حسین وقیمتی سرمایہ ہوتی ہیں۔ یہ دل کو تقویت دیتی ہیں اور دل کو مسرور رکھتی ہیں۔ جس طرح سیپ میں موتی پروان چڑھتا ہے اسی طرح یادوں کے چراغ اپنی روشنی پھیلاتے ہیں تو احساسات نمو پاتے ہیں۔

جب پیچھے پلٹ کر دیکھتی ہوں تو روشنی کی کرن نظر آتی ہے، جو مجھے اپنے حصار میں لے لیتی ہے۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ روشنی کے اِس ہالے نے مجھے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ یہ روشنی میرے ذہن کے ہر نقش کو منور کر رہی ہے۔

میری سرکاری ملازمت کا آغاز گورنمنٹ پبلک اسکول، مٹکلی سے ہوا تھا۔ ایک دن کلاس پنجم میں اُردو کا پیریڈ لینے گئی تو امبرین محفوظ (جو کہ کلاس مانیٹر بھی تھی) کے ساتھ ایک پیاری سی بچی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ بچی صاف ستھرے یونیفارم میں ملبوس تھی۔ لیکن شرمائی شرمائی سی۔ میں نے پوچھا: ''بیٹا! آپ کہاں سے آئی ہیں؟'' اُس بچی کے بولنے سے پہلے ہی امبرین محفوظ نے کہا:

''مس! یہ ہماری کلاس میں نئی آئی ہیں۔ ان کا نام سعدیہ مسعود ہے۔ ان کے ابو ڈگری کالج، ٹھٹھہ کے پرنسپل ہیں۔ یہ لوگ یہاں نئے آئے ہیں۔''

امبرین محفوظ نے سعدیہ مسعود کے بارے میں تفصیل بتائی۔سعدیہ مسعود اب بھی شرمارہی تھیں۔ کچھ دن کے بعد میں نے محسوس کیا کہ سعدیہ مسعود اچھی اور محنتی طالبہ ہیں۔حالانکہ اُس وقت عمر نو یا دس سال تھی،لیکن ادب واحترام اور شائستگی میں پیش پیش نظر آتی تھیں۔اپنا ہوم ورک اور کلاس ورک باقاعدگی سے چیک کرواتیں۔کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا۔بعد میں جب میری سعدیہ مسعود کے والد محترم سے ملاقات ہوئی تو میں نے محسوس کیا کہ سعدیہ میں اپنے والد محترم کا عکس نظر آتا ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹھٹھہ میں کئی بار امتحانات میں بحثیت نگران امتحان (Invigilator) کے فرائض انجام دیئے،وہیں محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کو دیکھا۔ذہن میں یہی تھا کہ سعدیہ مسعود کے والد محترم اور کالج کے پرنسپل ہیں۔جب بھی کمرۂ امتحان کا چکر لگانے آتے۔نظریں نیچی،سادگی اور شرافت سے بھرپور شخصیت کہ احترام میں خودبخود سر جھک جائیں۔آتے اور کمرے کا چکر لگا کر چلے جاتے۔

جب میں ایم۔اے اُردو ادب کی تیاری کر رہی تھی۔میں نے تمام نوٹس خود تیار کئے تھے۔چونکہ پڑھنے کا شوق شروع ہی سے تھا۔اس لئے دلچسپی اور شوق سے دن رات ایک کر کے خوب محنت کی اور نوٹس کی تیاری مکمل کی۔

ہمارے ایک عزیز جنہیں ہم سب ظہیر بھائی کہا کرتے تھے۔ظہیر بھائی میری محنت سے واقف تھے۔اکثر میرے شوہر شفاعت اللہ خاں اور ظہیر بھائی پڑھائی میں میری مدد کیا کرتے تھے۔ایک دن ظہیر بھائی نے مجھے کہا:

"استانی جی آپ اپنے نوٹس پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کو دکھاؤ۔وہ پی۔ایچ۔ڈی ہیں اور ان کا مضمون بھی اُردو ہے۔وہ ضرور

آپ کی رہنمائی کریں گے۔ میں خود ہی آپ کے لئے ٹائم لوں گا۔''

دو تین دن کے بعد ظہیر بھائی آئے، کہنے لگے:

''میں پروفیسر صاحب کے پاس گیا تھا،لیکن انہوں نے کہا کہ میں عورتوں سے ملاقات نہیں کرتا،اس لئے میں اُن سے نہیں مل سکتا۔ظہیر بھائی نے کہا کہ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ آپ کی صاحبزادی کی اُستاد ہیں——بہر حال آپ مایوس نہ ہوں۔اللہ مالک ہے،میں آج پھر پروفیسر صاحب کے بنگلے پر جاؤں گا اور آپ کے لئے اجازت طلب کروں گا۔''

پروفیسر صاحب کی شخصیت تو پہلے ہی میری نظر میں تھی۔پھر بھی دُعا کر رہی تھی کہ ملنے کی اجازت مل جائے۔تا کہ ایم۔اے کے امتحان کی جو تیاری کی ہے وہ دِکھا سکوں۔ میں ایم۔اے پرائیویٹ اسٹوڈنٹ کی حیثیت سے کر رہی تھی اور لٹریچر ویسے ہی مشکل ہوتا ہے،لیکن شوق میں مشکل،مشکل نہ تھی۔بس صرف یہ تھا کہ کوئی صاحب علم شخص میرے کئے ہوئے کام کو دیکھ لے اور چیک کر کے تسلی کروا دے۔

ظہیر بھائی کے ذریعے ہی پروفیسر صاحب کے متعلق یہ بھی پتہ چلا کہ آپ کا ہر عمل احادیث شریفہ کی روشنی میں ہوتا ہے۔آپ اللہ والے ہیں اور علمی وادبی لحاظ سے بھی بہت قابل شخصیت ہیں۔جب یہ باتیں سنتی تو ملنے کا اور زیادہ اشتیاق ہوتا۔

آخر کار ظہیر بھائی کی جدو جہد رنگ لائی اور پروفیسر صاحب نے شام چار بجے کا وقت عنایت فرما دیا۔شفاعت صاحب،ظہیر بھائی اور میں،پروفیسر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ پہلے سے ہی ہمارے منتظر تھے۔کمرے میں اس قدر سکون اور روحانیت تھی کہ ہم اُس ماحول میں کھو گئے۔

پروفیسر صاحب نے پوچھا: ''اچھا تو آپ ایم۔اے کر رہی ہیں۔''

میں نے ادب سے جواب دیا: ''جی'' اور جو نوٹس تیار کیے تھے دکھائے۔ آپ نے اچھی طرح سے تمام نوٹس دیکھے اور پوچھا: ''یہ نوٹس کس نے تیار کروائے ہیں۔'' میں نے بتایا: ''خود کیے ہیں۔'' کہنے لگے:

''بھئی یہ تو سب مکمل ہیں اور ان شاء اللہ آپ ضرور اچھے نمبروں سے کامیاب ہوں گی۔ آپ بھی ان شاء اللہ کہئے۔''

میں نے بھی ان شاء اللہ کہا۔ یہ پہلا سبق تھا جو آپ نے مجھے پڑھایا، اور ان شاء اللہ کا مفہوم سمجھ میں آیا کہ ہم صرف زبان سے کہہ دیتے ہیں روح سے سمجھتے نہیں۔

پھر پروفیسر صاحب فرمانے لگے:

''آپ نے اس سے پہلے تعلیم کہاں سے حاصل کی؟''

میں نے کہا: ''میٹرک ٹھٹھہ سے کیا ہے۔'' کہنے لگے: ''اس سے پہلے۔'' میں نے کہا: ''لاہور سے۔'' تو فرمانے لگے:

''جبھی تو میں کہوں بنیاد کہیں اور کی ہے۔ جب آپ پی۔ایچ۔ڈی کریں گی تو میں آپ کی مدد ضرور کروں گا۔''

پروفیسر صاحب نے میرے کیے ہوئے کام کو بہت سراہا۔ گویا مجھ میں ایک تازگی اور توانائی بھر دی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آپ سندھ یونیورسٹی کا ایم۔اے اُردو کا تیسرا پیپر بھی سیٹ کرتے تھے۔ جب میں نے آپ کی شخصیت کا آج کے استاد سے موازنہ کیا تو محسوس کیا کہ آپ کی جگہ کوئی اور پروفیسر ہوتا تو اب تک مجھے یہ جتا چکا ہوتا کہ بی بی جو امتحان تم دینے جا رہی ہو، اُس کا تیسرا پیپر تو میں سیٹ کرتا ہوں، بولو اب کیا چاہیے؟ واقعی پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہیں۔ آپ جیسے اساتذہ کی وجہ سے ہی معاشرے میں استاد کی عزت ہے اور طالب

علم محنت کر کے ترقی کی جانب گامزن ہیں۔

میں آپ کے اہلِ خانہ سے بھی ملی تو محسوس کیا کہ بہت مخلص اور محبت کرنے والا گھرانہ ہے۔آپ کی اہلیہ نے بتایا:

''پروفیسر صاحب نے آپ کا بتایا تھا کہ سعدیہ کی استاد آرہی ہیں۔ہم سب بہت خوش تھے۔آپ آتی رہئے گا۔''

میں تو اپنے کام سے گئی تھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اتنی پذیرائی اور خاطر تواضع ہو گی۔

یہ حضرت سے پہلی ملاقات تھی۔ کچھ عرصے بعد آپ سے دوسری ملاقات ہوئی۔ آپ خوش ہو کر فرمایا کرتے: ''آپ تو میری بیٹی کی استاد بھی ہیں۔'' کچھ عرصے بعد آپ کا تبادلہ سکھر ہو گیا۔آپ کے جانے کے بعد آپ کی شخصیت کے بارے میں مزید انکشافات ہوئے کہ آپ تو بہت بلند ہستی ہیں۔ہم تو بدنصیب تھے کہ آپ سے فیض یاب نہ ہو سکے۔

جب میں نے ایم۔فل کا ارادہ کیا تو آپ سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ آپ نے بخوشی مجھے اجازت نامہ جاری کیا کہ ایم۔فل میں، میں آپ کا نگراں بنوں گا۔ کچھ ہی عرصے بعد آپ کراچی تشریف لے آئے۔ پھر تو بے شمار ملاقاتیں ہوئیں۔میری شدید خواہش تھی کہ میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد پر ایم۔فل کروں اور بعد میں پی۔ایچ۔ڈی بھی۔لیکن بھلا ہو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی والوں کا کہ انہوں نے انکار کر دیا اور کہا:

''ہم زندہ شخصیات پر تحقیق نہیں کرواتے ہیں۔ایسی شخصیت یا ایسے موضوع پر تحقیق کریں کہ جس پر پہلے کام نہ ہوا ہو۔''

میں نے محترم پروفیسر صاحب سے کہا:

''میرے ذہن میں دو ٹاپک ہیں: ایک تو آپ کے حوالے سے اور دوسرا امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے۔ لیکن یونیورسٹی کی شرائط عجیب ہیں۔''

آپ فرمانے لگے:

''زندہ شخصیت سے تو بھرپور مواد مل سکتا ہے۔ وہ اپنے بارے میں زیادہ اچھی طرح معلومات دے سکتی ہے۔ بہرحال اب میری خواہش ہے کہ ''آپ یکتاؔ دہلوی کے مکاتیب کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' پر کام کریں۔''

ایک دو موضوعات امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بھی بتائے۔ تین یا چار موضوعات بھیجنا تھے۔ کہا گیا:

''امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر کافی تحقیق ہوچکی ہے، لہذا یکتاؔ دہلوی کے حوالے سے موضوع منظور کرلیا گیا ہے۔''

پروفیسر صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے:

''میری خواہش پوری ہوگئی کہ آپ عبدالواحد یکتاؔ دہلوی پر کام کریں۔ یکتا دہلوی ایک گمنام شخصیت تھے لیکن اس کے حقدار تھے کہ اُن کے کام کو منظرِ عام پر لایا جائے۔''

پروفیسر صاحب نے بتایا:

''یکتاؔ دہلوی ان کی ہمشیرہ کے سسر تھے۔ دیندار، روحانی، علمی ادبی شخصیت تھے۔''

سچ تو یہ ہے کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایک عظیم مفکر و دانشور تھے۔ استاد ہونے کے ناطے سے بلند درجے پر فائز تھے۔ آپ نے میری بہت رہنمائی فرمائی۔ یکتاؔ دہلوی کے

مکاتیب کے حوالے سے ایک ذخیرۂ مکاتیب مجھے عنایت فرمایا اور ساتھ ہی ان کے رشتہ داروں کے ایڈریس بھی مجھے دیئے۔ ہر ممکن طریقے سے میری رہنمائی فرما کر مجھ کم علم کو علم عطا فرمایا۔ مشکل کام کو سہل بنا دیا۔

آپ وقتاً فوقتاً اپنی کتابیں بھی مجھے عنایت فرماتے رہتے۔ میری بہت حوصلہ افزائی فرماتے کہ ''آپ اتنا بڑا سفر طے کر کے علم حاصل کر رہی ہیں۔''

میں محسوس کرتی تھی کہ پروفیسر صاحب بہت مہمان نواز ہیں۔ اپنے ہاتھ سے چیزیں اُٹھا کر مہمانوں کو پیش کرتے ہیں۔ شرافت، سادگی اور شائستگی کا پیکر ہیں۔ گفتار دلنشیں، مظہری شان کا حقیقی مظہر۔ دُنیا کے بہترین مذہبی و ادبی رسائل آپ کی عظمتِ تحریر کے قائل ہیں۔ آپ میں تصنّع نام کو نہیں۔ شہرت سے ہمیشہ دور بھاگتے ہیں۔ سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کے دل میں جو عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجزن ہے وہ اپنی مثال آپ ہے کیونکہ آپ کی تحریریں اس کا واضح ثبوت ہیں۔

آپ کی بلندی اور بزرگی آپ کی صورت اور سیرت سے ظاہر ہوتی تھی۔ جب بھی میں آپ کے دولت خانے پر گئی آپ بے حد خوشی و مسرت سے اپنے اہلِ خانہ سے ملاقات کرواتے اور سب بڑی خوشی اور گرم جوشی سے ملا کرتے۔ میرے اہل خانہ کی خیریت دریافت کرتے۔ میرے بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ مجھے اپنی قسمت پر ناز ہوتا تھا کہ میں اتنے اچھے قابل استاد کے زیرِ نگرانی کام کر رہی ہوں۔ دُنیاوی علم کے ساتھ ساتھ روحانی علم بھی میرے اندر سرایت کر رہا تھا۔ یہ آپکی کرامت تھی کہ مجھ کم علم کو علم نصیب ہوا۔ لفظوں کو جوڑنا اور ترتیب دینا اور مفہوم کو واضح کرنا آپ ہی نے سکھایا۔ حقیقتاً انگلی پکڑ کر لکھنا آپ ہی نے سکھایا۔

اکثر شفاعت صاحب اور بچے میرے ساتھ ہوتے اور ہم آپ کی زیارت سے فیضیاب ہوتے۔ میں اپنا کام چیک کرواتی اور آئندہ کی ہدایات پر غور کرتی۔ کہتے ہیں: ''نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں،'' کے مصداق میں نے محسوس کیا یہ ایک ولی کامل اور مردِ مومن کی نظر تھی جو میری تقدیر بدل رہی تھی۔ مجھے اپنے اندر تبدیلی محسوس ہو رہی تھی۔ میری کچھ صلاحیتیں بیدار ہو رہی تھیں۔ آپ کی دعائیں میرے شامل حال تھیں۔ میری عزت اور ترقی میں اضافہ ہو رہا تھا۔

❀

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہت کام کیا، یہاں تک کہ آپ نے اپنے زورِ قلم سے حضرت امام احمد رضا بریلوی کے علمی، تحقیقی اور مذہب حنفی پر اپنی فقید المثال تحریروں کا لوہا غیروں سے منوایا۔ آپ کو ''**ماہرِ رضویات**'' کے نام سے جانا جانے لگا۔ جہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا ذکر ہو، اور آپ کا ذکر نہ ہو، یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ کی تصانیف، مقالات، تقدیمات، تالیفات اور مکاتیب پڑھ کر اہل سنت کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ آپ کا کیا ہوا کام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ یہ کام اب ہند و پاک کی سرحدوں سے نکل کر بیرونِ ممالک تک پہنچ چکا ہے۔ آپ کے کئے ہوئے کام سے لوگوں کے ذہن و قلب منور ہوئے۔ آپ ۱۹۵۷ء سے مسلسل لکھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی لکھنے پر آمادہ کر رہے تھے اور ان سے بحسن و خوبی کام لے رہے تھے۔

آپ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ حقائق کو بے لاگ پیش کرتے تھے۔ نہ کسی کی دل آزاری ہوتی نہ کسی کی تذلیل، کیونکہ محققانہ اندازِ فکر کے ساتھ ساتھ آپ منعصب قلب و نظر بھی رکھتے تھے اور یہی چیز ایک محقق کے شایانِ شان بھی ہے۔

آپ روشنی کا ایسا عظیم مینار تھے جو کہ اپنی روشنی سے بہت لوگوں کو منور کر رہا تھا اور یہ مینار تصوف کی روشنی سے مالا مال تھا۔ حضرت زمینی نشست کو پسند فرماتے، سب سے پیار و محبت اور بھرپور خلوص سے ملتے۔ بچوں پر خاص نظر عنایت کرتے۔ آپ کا مسلک محبت رہا۔ دیگر فرقے کے لوگوں کے لئے فرمایا کرتے:

''یہ اپنے ہی لوگ ہیں، بس ذرا اِدھر اُدھر ہو گئے ہیں۔''

سبحان اللہ! وسعت قلب ونظر دیکھئے کہ کسی کی برائی مطلوب نہیں۔ کتنی چاہت سے فرمایا: ''یہ اپنے ہی لوگ ہیں، بس ذرا اِدھر اُدھر ہو گئے ہیں۔''

آپ جب بھی ٹھٹھہ تشریف لاتے تو ہمارے غریب خانے کو ضرور رونق بخشتے۔ اہل خانہ بھی ساتھ ہوتے۔ فرمایا کرتے: '' آپ لوگوں کی یاد آ رہی تھی۔'' اکثر نماز باجماعت ہمارے غریب خانے پر کرواتے۔

جب بھی آپ تشریف لاتے کبھی خالی ہاتھ نہ ہوتے، ہمیشہ کتابوں اور مٹھائی وغیرہ کا تحفہ ساتھ لے کر آتے۔ چھوٹے بچوں کو پیار کرتے اور پیسے دیتے۔ اگر گھر میں کوئی نئی دلہن ہوتی تو اس کے سر پر ہاتھ رکھتے، دعاؤں اور مبارکباد کے ساتھ منہ دکھائی عنایت فرماتے۔ میرے بیٹوں کی دلہنوں کو حضرت نے دعاؤں کے ساتھ جو منہ دکھائی دی وہ انہوں نے تبرک سمجھ کر سنبھال کر رکھ لی:

''یہ بڑے برکت والے پیسے ہیں، اور یہ پیسے نصیب والوں کو ملتے ہیں۔''

یہ وہ سرشاری کی کیفیت اور عقیدت بھرے جذبات تھے جو حضرت سے نسبت ہونے پر طاری ہوتے تھے۔

ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے میں سوچا کرتی کہ اتنی بلند شخصیت لیکن انداز

عاجزانہ،مخلصانہ اورنہایت پُر وقارتھا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کا تعلق ایسے خانوادے سے تھا جوعلمی وادبی اورروحانی مرتبے کی بلندیوں پرتھا،جس کی پرچھائیں آپ میں بخوبی نظرآتی تھی۔

آپ کی ایک نمایاں خوبی یہ بھی تھی کہ آپ خط کا جواب فوراًدیا کرتے اور جواب پا کر پڑھنے والا نہال ہو جاتا۔آپ کی تحریروں میں اپنائیت کا احساس اورحسن اخلاق پڑھنے والے کوضرورمتاثر کرتا۔پڑھنے والا یہی سمجھتا تھا کہ حضرت سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اورمیری رہنمائی فرمارہے ہیں۔جبکہ آپ کا یہ اندازسب کے ساتھ یکساں تھا۔

اکثر میں کہتی کہ حضرت بہت مصروف رہتے ہیں۔خط کا جواب دینا (جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہیں) آسان نہیں ہے۔کچھ عرصہ خط نہ لکھتی۔کبھی کبھارفون پر خیریت معلوم کرلیتی۔لیکن کچھ ہی عرصہ بعد پھرطبیعت حضرت کا خط پڑھنے کے لئے مچل اُٹھتی۔یوں خط وکتابت کا سلسلہ پھرجاری ہو جاتا۔

میرے بچے جب آپ سے شرعی مسئلے پوچھا کرتے تو آپ بہت توجہ سے سنتے اورمحققانہ وعالمانہ انداز سے جوابات سےنوازا کرتے۔اکثرمزید ہدایات بھی فرماتے۔

آپ کی زندگی کا ہرگوشہ سنّت کی پیروی کا آئینہ دار ہے۔آپ سے مل کر،آپ سے بات کر کےطبیعت فرحت محسوس کرتی اور یہ اثر کئی دن تک قائم رہتا۔

میں اورمیرے بچے اکثرحضرت کوخواب میں دیکھا کرتے۔میں نے کئی بار دیکھا کہ میرے غریب خانے پرمیلاد شریف ہورہی ہے۔بہت سے لوگ محفلِ میلاد میں موجود ہیں اورحضرت مسند پرتشریف فرما ہیں۔ایسا خواب دیکھ کر میں محفل میلاد کا اہتمام کرتی اور

ہم سب کثرت سے درود شریف کا ورد کرتے۔اس مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ ربیع الاوّل کا مہینہ تھا،ہم نے میلاد شریف کروانے کا پروگرام ترتیب دیا۔ابھی ایک دوروز باقی تھے کہ خواب میں حضرت کی زیارت ہوئی کہ حضرت مسند پر تشریف فرما ہیں اور محفل میلاد شریف ہورہی ہے۔ بہت سے لوگ اس پاک محفل میں شریک ہیں۔

جس روز ہمارے یہاں میلاد شریف کی محفل تھی، میں نے حضرت کی لکھی ہوئی کتاب ''درود تاج،قرآن وحدیث کی روشنی میں'' سے اقتباسات حوالہ جات کے ساتھ خواتین کو سنائے۔سب نے بہت عقیدت اور خاموشی سے سنے۔ یکدم میرے دل میں خیال آیا کہ میں حضرت کو خط لکھ کر بتاؤں گی کہ میں نے آپ کی کتاب سے اقتباسات پڑھ کر سنائے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو''درود تاج کے فضائل'' کے بارے میں آگاہی ہو،اور سب فیض حاصل کرسکیں۔

میلاد شریف کی محفل ختم ہوئی تو بچوں نے بتایا کہ کراچی سے مسرور بھائی کا فون آیا تھا۔انہوں نے بتایا ہے کہ ہم لوگ کل ٹھٹھہ آرہے ہیں۔ یہ سن کر ہم سب بہت خوش ہوئے۔حضرت مفتی عبدالباری خطیب شاہجہانی مسجد ٹھٹھہ کے بزرگوار والد مفتی عبداللطیف مرحوم کی برسی میں شرکت کے لئے تشریف لارہے تھے۔میرے بیٹوں سے بھی ارشاد فرمایا کہ وہ بھی وہاں پہنچ جائیں۔ہم سب بہت مسرور تھے کہ حضرت کے قدم مبارک ضرور غریب خانے پر آئیں گے۔

شام چھ بجے حضرت مسعود ملت،صاحبزادہ محمد مسرور احمد،محترم مولانا جاوید اقبال مظہری، یونائیٹڈ بیکری کے مالک حاجی محمد اسلم مسعودی اور دیگر معزز صاحبان کے ساتھ ہمارے غریب خانے پر جلوہ افروز ہوئے۔خواب میں جس جگہ میلاد شریف ہورہی تھی اُسی جگہ بیٹھے۔کیا روحانی منظر تھا، ہر طرف فضا معطر تھی۔ہم سب اندر زنان خانے میں جذب

کی ایک کیفیت میں مبتلا تھے۔ یہ ایک روحانی کیفیت تھی جو ہم سب پر طاری تھی۔ حضرت کی خدمت میں بڑے بیٹے شجاعت اللہ خان نے میری کتاب ''عقیدتوں کا سفر'' پیش کی (جو کہ حضرت نے خود اپنے دست مبارک سے پریس بھجوائی تھی) آپ نے کتاب کی رونمائی کی اور حاضرین میں کتابیں تقسیم کروائیں۔ دعا کروائی گئی۔

حضرت اندر زنان خانے میں مجھ سیاہ کار سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ میرے نصیب جاگے، مجھے ''عقیدتوں کے سفر'' کی اشاعت کی مبارکباد دی۔ آپ سے بہت باتیں ہوئیں۔ میں نے آپ کو ''درود تاج'' کی کتاب کے بارے میں بتایا کہ میں نے آپ کی لکھی ہوئی باتیں سب کو پڑھ کر سنائیں۔ آپ بہت خوش ہوئے، فرمایا:

''یہ بہت ضروری ہے۔''—— پھر فرمایا:

''جو لوگ اختلاف کرتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ دلائل سے ایک ایک بات بتائی جائے۔''

چھوٹے بیٹے وجاہت اللہ خان نے بتایا کہ وہ بھی سیرۃ النبی ﷺ پر کام کر کے سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تو بہت اچھا ہے۔'' میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمانے لگے: ''یہ سب آپ کو ادھر سے مل رہا ہے۔'' ہم سب نے کہا:

''حضرت یہ آپ کی دعاؤں اور آپ کے فیض کا نتیجہ ہے۔''

اور یہ حقیقت بھی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ایم۔فل ۱۹۹۴ء میں نمایاں حیثیت سے پاس کر چکی تھی۔ اب گاہے بگاہے حضرت سے ملاقات کے لئے چلے جاتے تھے۔ یہ بات ۲۰۰۷ء کی ہے جب ہم حضرت سے ملنے گئے۔ آپ نے مجھے اپنی بہت سی کتابیں عنایت فرمائیں،

اور فرمانے لگے:

''المظہر''میں آپ کے مضامین خوب چھپ رہے ہیں، یہ قلمی تعاون جاری رکھئے گا۔''میں حیران تھی کہ کہاں حضرت کا بلند درجہ اور کہاں میرا قلمی تعاون؟ معمولی حیثیت میں چھوٹی سی کوشش کر دیا کرتی تھی۔ جسے حضرت نے بہت سراہا۔ میں نے حضرت کی عنایت کی ہوئی کتابوں کو رشک سے دیکھتے ہوئے عرض کیا:

''سر! میرا بہت دل چاہتا ہے کہ میری بھی کتاب چھپے۔''

حضرت مسکرائے اور فرمانے لگے:''آپ کی بھی کتابیں چھپیں گی۔''

یہ حضرت کی ایسی کرامت تھی جو میں نے اور میرے اہلِ خانہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ آپ کی دعاؤں کے نتیجے میں میری پانچ کتابیں آگے پیچھے پریس پہنچ گئیں۔ ایک کتاب''عقیدتوں کا سفر''(عمرے کا سفرنامہ) تو خود حضرت نے پریس بھیجی۔ حضرت کے دست مبارک سے میری کتابوں کی اشاعت کا افتتاح ایک خوش کن اور بابرکت آغاز تھا۔ یہ میری بڑی خوش قسمتی تھی کہ آپ نے میرے لئے ایک علمی راہ متعین کر دی اور اس علمی سفر کے لئے ایک دروازہ کھل گیا۔

''عقیدتوں کا سفر'' لکھنے سے پہلے میں غزلیں، نظمیں، حمدیہ اور نعتیہ کلام لکھ رہی تھی۔ اخبارات و میگزین میں بچوں کی کہانیاں اور افسانے چھپ رہے تھے۔ شاعری کی سات کتابیں لکھ چکی تھی۔ ایک رات میرے بڑے بیٹے شجاعت اللہ خان نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنا''شاعرانہ کلام'' دے رہی ہوں اور کہہ رہی ہوں کہ ڈاکٹر صاحب سے چیک کروالاؤ۔ شجاعت اور اُن کا ڈیڑھ سالہ بیٹا سیف اللہ خان دونوں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سیف فوراً''دادا، دادا'' کہتے ہوئے حضرت کی گود میں بیٹھ گئے۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور سیف کو خوب پیار کیا۔ شجاعت نے میرا لکھا ہوا کلام حضرت کی خدمت

میں پیش کیا۔ حضرت نے دیکھا اور فرمایا:

''ہاں یہ بھی اچھا ہے''، اب والدہ سے کہئے نثر میں بھی لکھیں۔''

شجاعت نے جب مجھے خواب سنایا، اُس سے پہلے میری کتاب ''عقیدتوں کا سفر'' شروع ہو چکی تھی۔ گویا مجھ سے یہ کتاب حضرت نے لکھوائی۔

ماہ ربیع الاوّل ۲۰۰۸ء میں جب حضرت تشریف لائے تو بہت سی کتابیں، مٹھائی قسم قسم کی نمکو، اور آپ کے یہاں جو میلاد شریف ہوئی تھی اس کی مٹھائی کے چار ڈبے لے کر آئے۔ مجھ سے فرمایا: ''یہ آپ کا حصہ ہے۔'' دیکھئے حضرت نے مجھے یہاں بھی یاد رکھا۔ اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے۔

جب میں نے حضرت کو بتایا کہ میں نے بچوں کے لئے اصلاحی کہانیاں اور خواتین کے لئے سبق آموز کہانیاں، افسانوں کا نام دے کر لکھی ہیں اور دونوں کتابیں چھپ رہی ہیں۔ فرمانے لگے:

''یہ بہت ضروری تھا۔ اس کی بہت ضرورت تھی۔ بچوں کے ادب کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی جا رہی۔''

میں نے بتایا کہ ایم۔فل کا مقالہ ''یکتاؔ دہلوی کے مکاتیب کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' بھی چھپ رہا ہے۔ حضرت بہت خوش ہوئے۔ اکثر مجھ سے فرمایا کرتے تھے:

''ایم۔فل کا مقالہ چھپوایئے۔ حالانکہ یونیورسٹی والوں کو چھپوانا چاہیے۔''

میں یہ سوچ کر خاموش ہو جاتی تھی کہ اتنے وسائل نہیں تھے۔ اب جو حضرت نے مقالے کی اشاعت کے بارے میں سنا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

''خیال رکھئے گا، بہت احتیاط سے کام ہو۔''

حضرت ایک ماہ قبل بھی فون پر کہہ چکے تھے کہ آپ سب کی بہت یاد آ رہی ہے۔

ٹھٹھہ آنے کا پروگرام ہے۔ ہم سب بہت خوش تھے۔ ہمیں کیا خبر تھی کہ ربیع الاوّل کے مہینے میں حضرت سے یہ الوداعی ملاقات ہے۔ حضرت کے وصال کا ذکر چھڑتے ہی کلیجہ کھنچنے لگتا ہے۔ آنکھیں نیر بہانے لگتی ہیں۔

بے بس ہو کر ، آنکھیں چھلک رہی ہیں
یادوں کے چراغ بن گئے جناب مسعودِ ملت
یہ جانتے ہوئے بھی ناز، وصالِ مسعود ہے حکمِ ربی
سہا نہیں جاتا، داغِ مفارقت، جنابِ مسعودِ ملت

یہ سب کیفیت حضرت سے روحانی رشتہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ علمی وادبی رشتہ تو تھا ہی لیکن روحانی رشتہ بہت مضبوط ہو گیا تھا ——— آہ! عالم اسلام ایک ایسی مقتدر شخصیت سے محروم ہو گیا جو کہ ''گوہر نایاب'' تھی۔ ایسی شخصیات روز روز جنم نہیں لیتیں۔ آپ کی شخصیت تصوف کی روشنی کا وہ بلند مینار تھی جو اپنی روشنی سے مایوس دلوں، تڑپتی اور سسکتی تشنہ روحوں کو سیراب کر رہی تھی ——— اپنا تمام کام مکمل کر کے رضائے الٰہی سے پُرسکون انداز میں اپنی آخری منزل کی جانب رواں دواں ہو گئے۔

روانگی سے قبل ٹھٹھہ میں مکلی کے صوفیائے کرام کے مزارات پر حاضری دی گویا رُخصت کی اجازت طلب کی۔ سبحان اللہ!! اللہ والوں کے انداز کس قدر اللہ والے ہوتے ہیں، اور یہ ہم سب نے دیکھ لیا۔

حضرت کے سوئم میں ہم سب نے شرکت کی۔ اہل خانہ سے افسوس کرتے ہوئے میرے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ میرے ساتھ ساتھ سعدیہ بھی سسک پڑیں۔ ہم دونوں کا غم مشترکہ تھا۔ میں شدت غم سے نڈھال ہو رہی تھی۔ حضرت کی اہلیہ نے کافی دیر تک اپنے

کندھے سے لگائے رکھا۔ آپ کے نزدیک ہی غالباً حضرت کی پھوپھی زاد بہن بھی تشریف رکھتی تھیں۔ دونوں نے بیک زبان کہا:

''آپ کا حضرت سے روحانی رشتہ تھا۔ اسی لئے کیفیت میں یہ شدت ہے۔''

عزیزی محمد مسرور احمد سے کوشش کے باوجود ملاقات نہ ہوسکی۔ البتہ اُن کی اہلیہ سے تعزیتی ملاقات ہوئی۔

رات گئے والدہ محمد مسرور احمد سے اجازت طلب کی۔ ہماری مجبوری دیکھتے ہوئے بہت مشکل سے اجازت دی۔ ہم سب ٹھٹھہ کی طرف غم زدہ دل کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ شجاعت گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے۔ دردانہ اُن سے باتیں کر رہی تھیں۔ میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے دیکھا حضرت کھڑے ہیں اور اپنا دست مبارک میری طرف بڑھایا ہے۔ میں نے بھی اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ نا معلوم یہ نیند کا جھونکا پانچ منٹ کا تھا یا دس منٹ کا۔ کتنی دیر نیند کی کیفیت رہی۔ جب آنکھ کھلی تو میرا ہاتھ اُسی طرح سے اوپر اُٹھا ہوا تھا۔

کئی روز تک یہی کیفیت رہی کہ آنسو اُمڈ اُمڈ کر آنکھوں سے بہنے لگتے۔ حالت نماز میں بھی یہی کیفیت رہتی۔ دل کو سمجھانا بہت مشکل تھا۔ آپ کی کمی شدت سے محسوس ہوتی۔ یہ ایک ایسا خلا تھا جو پُر نہیں ہوسکتا تھا۔

نشانِ پا ہے آپ کا، ہم سب کا سنگِ میل
نقشبندی فیضِ دریا ہیں، جناب مسعودِ ملت
عمل سے نہ خالی ہو، اب جھولی، ہماری!
کچھ نہ تھے جو، اُنہیں بنا گئے جناب مسعودِ ملت

وجاہت کی اہلیہ کی طبیعت خراب تھی۔ اسی رات خواب میں وجاہت نے دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور وجاہت کو قلم یا کتاب دے رہے ہیں۔

حضرت کے وصال کے بعد بھی وجاہت نے حالت بیداری میں سُنا کہ حضرت فرمارہے ہیں:

''اب آپ اپنی اہلیہ کاالٹراساؤنڈ کروالیں۔''

وجاہت چونک کراُٹھے کہ حضرت کی آواز کہاں سے آرہی ہے؟ دوسرے دن ڈاکٹر نے بھی الٹراساؤنڈ کے لئے کہا۔ الٹراساؤنڈ کروایا گیا۔ جدید سائنسی ایجاد کی بدولت بیٹے کی خوشخبری ملی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل دُنیاوآخرت کے تمام معاملات بخیروخوبی انجام پاجائیں۔

آپ کی تعلیمات اورآپ کی رہنمائی ہم سب کے لئے قیمتی سرمایہ ہے۔ آپ زندہ ولی ہیں اورولی کبھی مرانہیں کرتے۔ آپ کی نسبت سے جتنے آپ کے خلفاء، مریدین، آپ کے چاہنے والے اورتمام اہلِ خانہ کے غم میں ہم سب برابر کے شریک ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ عارضی جدائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسمی طور پر دنیا سے آپ کا کام مکمل فرمادیا، لیکن باطنی طور پر حضرت اب بھی ہم سب کے درمیان موجود ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعوداحمد عالم باعمل تھے۔ آپ نے جو کچھ بھی لکھا، باحوالہ اور دلائل کی روشنی میں لکھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضااور خوشنودی کے لئے علم کے دریا میں اپنی تمام زندگی گزاردی اور ایسے ایسے گوہرنایاب دنیا تک پہنچائے کہ تاقیامت دنیا آپ کے اس احسان تلے دبی رہے گی۔

حضرت امام ربانی مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پراتناعظیم کام کیا کہ دنیا کی آنکھیں چکاچوند ہوگئیں۔ عالم اسلام آپ کی قابلیت اور بلند درجے کامعترف ہوگیا۔ آپ نے کبھی اپنی شہرت یاذاتی فائدے کے لئے کوئی کام نہیں کیا، بلکہ دوسروں کوآگے بڑھاتے

رہے، اور آگے بڑھنے کا موقع دیتے رہے۔ بہت سے لوگوں کو ترقی کی راہیں متعین کر دیں کہ منزل پر پہنچنے والا ورطۂ حیرت سے اپنے محسن کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو جائے اور جب کڑی سے کڑی ملائے تو بات سمجھ میں آجائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے لئے کتنا بڑا وسیلہ بنایا ہے۔

❁

آپ کے والد حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مظہر اللہ قدس سرہٗ العزیز شاہی جامع مسجد فتحپوری، دہلی کے خطیب و امام تھے۔ زہد و تقویٰ میں یکتائے روزگار، اپنی مثال آپ، سچے عاشق رسول ﷺ۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا تعلق عظیم علمی اور روحانی خاندان سے ہے۔ آپ نسبی صدیقی ہیں اور والدہ محترمہ سیدہ تھیں۔ آپ نے قرآن پاک کی تعلیم اور عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم مفتی اعظم حضرت مولانا محمد مظہر اللہ قدس سرہٗ سے حاصل کی۔ انہی کی علمی رہنمائی کے اثرات آپ کی شخصیت پر گہرے تھے۔ آپ کا پورا گھرانہ شریعت و طریقت و سنت میں مقبولیت کے درجے پر فائز تھا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے تمام بھائی بھی اصحاب علم و عمل اور خاندان کے لئے باعثِ عزت و توقیر کا باعث تھے۔ یہ عزت و توقیر اللہ رب العزت کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ وہ جسے چاہے نواز دے، جسے چاہے دھتکار دے۔

❁

آپ نے امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت کو منظر عام پر لانے کے لئے عمر تمام کر دی اور دنیا آپ کے اس کارنامے پر فخر کرتی ہے۔ آپ کو "**ماہر رضویات**"،

''**مسعودملت**'' کے خطابات سے نوازا گیا۔آپ فرماتے تھے:

''امام احمد رضا خاں بریلوی پر تحقیق مشکلات کے حل کے لئے نسخۂ کیمیا ہے۔''

امام احمد رضا بریلوی کے حوالے سے کسی بھی تحقیق پر آپ کے اسم گرامی کا ثبت ہونا اُس کے بلند اور معیاری تحقیق کی ضمانت سمجھا جاتا تھا۔آپ کی عظیم شخصیت پر دُنیا کی مختلف یونیورسٹیوں سے اساتذہ نے تحقیق کی ہے۔آپ پر تحقیق ہو رہی ہے بلکہ رہتی دنیا تک آپ پر اور آپ کے عظیم کارناموں پر تحقیق ہوتی رہے گی۔

دُنیائے اسلام اپنے اس محسن اعظم کو ہمیشہ یاد رکھے گی۔

○ ——— سلام، اہل سنت کی بہار سلام!

○ ——— سلام، اہل حق کے شہسوار سلام!

آہ! چمنستانِ مظہریہ کا گلاب

چمن جہاں جب سے آباد ہوا ہے، نجانے کتنی شخصیات منظرِ عام پر آئیں اور رُخصت ہوئیں۔ کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جو نہ مٹنے والے نقوش چھوڑ جاتی ہیں۔ اُن کے جانے سے چمن جہاں اُداس ہو جاتا ہے۔ انہی معطر و معتبر شخصیات میں سے ایک شخصیت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جن کے بنا جہاں سُونا سُونا سا ہے۔ لاکھوں دل اُداس ہیں اور آنکھیں اشکوں سے لبریز ہیں۔ نگاہیں ہر طرف اُن کو ڈھونڈتی ہیں۔ سماعت اُن کے مبارک کلمات سننے کے لئے بیتاب ہے، چہرے اُن کی حسین مسکراہٹ کے لئے بیقرار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت دل موہ لینے والی شخصیت تھی۔

حضرت مسعودِ ملت ایک ایسے چمنستان کے حسین گلاب تھے جس کے تمام پھول عالم باعمل تھے۔ ایک سے بڑھ کر ایک روشنی کا مینار جو اپنے علم و عمل کی روشنی سے سب کو منور و تاباں کئے ہوئے تھے۔ انہی میں وہ حسین پھول اور روشن مینار جس کی عظمت کی گواہی یہ ہوائیں، یہ فضائیں دیتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چاہنے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ اب گنتی کرنا دشوار ہے۔ محبت کی نجانے کتنی چنگاریاں دلوں میں جنم لے چکی تھیں، جن کا کوئی شمار نہیں۔ سب آپ کی شخصیت کے گرویدہ، آپ کی باتوں پر مر جانے والے اور مٹ جانے والے ہیں۔ یہ سب عاشق رسول ﷺ کے سیدھے اور سچے راستے پر چلنے والے سچے عاشق ہیں۔ جنہوں نے آپ کی تعلیمات کو دل سے لگایا اور اپنے لئے ایک حسین رہگزر

کا انتخاب کیا۔ایسی راہگزر جس پر چل کر اپنی منزل کو پاسکیں۔

''حضرت مسعود ملت''، علم و عمل میں اپنے اسلاف کا عملی و مثالی نمونہ تھے۔آپ کی حیات کا ہر پہلو ایک روشن مثال ہے۔شرافت و سادگی، امانت و دیانت اور علم و عمل کا شاہکار۔آپ کی محفل میں سب کو خصوصی اہمیت حاصل ہوتی۔ہر شخص آپ کے لئے معتبر ہوتا نہ کوئی تعصب نہ کوئی بدعقیدگی۔بس آپ کی محبت اس پر ایسا چوکھا رنگ چڑھا دیتی کہ آنے والا بار بار آنے پر مجبور ہوتا۔احسن انداز اور پیار بھرے لہجے میں فرمائی گئی گفتگو کانوں میں رس گھولتی اور سننے والا مسحور کن کیفیت محسوس کرتا۔

حضرت نے قرآن، حدیث، فقہ، سیرت، اخلاقیات، سوانح، شخصیات، نفسیات، تاثرات، اقبالیات، فلسفہ و ادب اور تصوف وغیرہ پر پانچ سو سے زیادہ مقالات تحریر فرمائے آپ کی تحریر کا اسلوب آپ کا اپنا تھا اور اثر انگیز تھا کہ پڑھنے والا آپ کی تحریر کا شیدائی ہو جاتا۔آپ کی تصنیفات کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ہے۔کئی تصانیف کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ ہمیشہ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی فرماتے، اُسے آگے لاتے، لکھنے کے اسلوب بتاتے اور لکھنے والے کو کہاں سے کہاں پہنچادیتے۔

آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت پر جدید اسلوب کے دریا بہادیئے۔آپ پر کی گئی تحقیقی خدمات سرانجام دینے پر آپ کو''ماہر رضویات'' کہا جاتا ہے۔

''جہانِ امامِ ربانی'' کے عنوان سے امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مختلف تحریروں کو جمع کر کے پندرہ ضخیم جلدیں شائع

کرنے کا سہرا بھی آپ کے سر ہے۔

حضرت مسعودِ ملت کبھی نہ مٹنے والی یادوں کے ایسے نقوش چھوڑ گئے ہیں جن کو قیامت تک یاد رکھا جائے گا۔

آپ کی زندگی بہت سادہ تھی، سادہ لباس پہنتے، سادہ خوراک استعمال کرتے اور فرشی نشست پر بیٹھنا پسند فرماتے۔ آپ سب کے لئے آئیڈیل تھے۔ آپ جھوٹ سے نفرت فرماتے۔ ہمیشہ لوگوں سے ملنساری سے ملتے۔ باقاعدہ ملنے جلنے والوں کے یہاں تشریف لے جاتے اور دعائے خیر فرماتے۔ آپ کی شخصیت کا یہ ایک بہت بڑا اعجاز ہے کہ وہ دُنیائے اسلام اور دُنیائے اُردو ادب دونوں کے لئے باعث عزت و احترام ہے کیونکہ آپ نے اپنے قلم سے جہاد کا فریضہ انجام دیا۔

آپ کی علمی و ادبی خدمات پر حکومت نے آپ کو اعزازات سے نوازا۔ آپ نمود و نمائش سے ہمیشہ دور رہتے تھے۔ اسی لئے اعزازات بھی خود وصول نہیں کئے بلکہ آپ کے صاحبزادے مسرور میاں اور دیگر احباب نے وصول کئے۔ صرف اس ایک بات سے ہی آپ کی پوری شخصیت نمایاں طور پر واضح ہو جاتی ہے۔

آپ عالم دین، دانشور و اسکالر تھے۔ ملازمت کے سلسلہ میں آپ اندرونِ سندھ کئی شہروں میں تعینات رہے۔ بحیثیت پروفیسر، پرنسپل آپ نے بہت ذمہ داری سے اپنی ملازمت کے فرائض انجام دیئے۔ آپ ایڈیشنل سیکرٹری تعلیم بھی رہے اور وہیں سے ریٹائرمنٹ کی مدت کو پہنچے۔ آپ نے ہمیشہ ایمانداری و دیانتداری کو مدِ نظر رکھا۔

آپ جب بھی کراچی سے ٹھٹھہ تشریف لاتے، اس ناچیز کے غریب خانے پر

ضرور رونق افروز ہوتے اور بہت ساری کتب ورسائل تحفتاً عنایت فرماتے۔

وصال سے چندروز پہلے ٹھٹھہ تشریف لائے اوراپنی دعاؤں سے نوازا۔میرے سرپرآپ کے دست مبارک کا وہ لمس ایک حسین یاد ہےاور میرے لئے حسین سرمایہ حیات بھی۔آپ کی باتوں میں جو روحانی کیف وسرور تھا وہ ہمیشہ یادرہے گا۔

آپ کا وصال ۲۸راپریل ۲۰۰۸ءکوہوا۔آپ ایک عہد ساز شخصیت تھے۔آپ کو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔آمین!

حُرمتِ تحقیقِ حق کا پاسبان

حضرت مفتی محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی خطیب و امام مسجد فتحپوری دہلی، کے ہونہار چشم و چراغ حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے موتی اُن کی جھولی میں بھر دیئے تھے، اپنی رحمتیں ان پر نچھاور کی تھیں، کیونکہ وہ اللہ کے ایک نیک برگزیدہ بندے تھے۔

''حضرت مسعود ملت'' اور ''ماہر رضویات'' کے القابات سے علمی دُنیا میں آفتاب بن کر چمکے۔ آپ نے گلستانِ ادب میں ایسے ایسے گل کھلائے کہ علمی انجمن اُن کی خوشبو سے آج بھی معطر ہے۔

جب آپ امام ربانی مجدد الف ثانی کے نظریات کے ترجمان بن کر دنیا کے سامنے آئے تو لوگ آپ کے اس کارنامے کو دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ میدانِ ادب کے لئے ایک ضخیم انسائیکلوپیڈیا کی صورت میں اپنی خدمات پیش کیں۔ آپ کی شخصیت ''تحقیقاتِ رضویات'' کے باب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اپنے تحقیقی سفر کا آغاز ۱۹۶۹ء سے کیا۔ آپ نے جب امام احمد رضا بریلوی پر قلم اُٹھایا تو ایک مقالہ تحریر کیا جس کا عنوان تھا: ''فاضل بریلوی اور ترک موالات'' اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کو بہت پذیرائی ملی اور یہ مقالہ بہت مقبول ہوا۔ جن علماء کے دلوں میں امام احمد رضا خاں بریلوی کی طرف سے جو شکوک و شبہات تھے اس مقالے

کے مطالعے کے بعد دور ہو گئے۔

''فاضل بریلوی اور ترک موالات'' کی تیاری میں آپ نے جس جانفشانی سے کام کیا اس کی بدولت فاضل بریلوی کی ہمہ گیر شخصیت کے مختلف پہلو سامنے آئے تو آپ نے عالم اسلام کو فاضل بریلوی کی شخصیت کے حقیقی خدوخال تحقیق کے آئینے میں واضح طور پر دکھادیئے۔

آپ نے اپنی فکر و تحقیق اور مطالعہ و جستجو میں علم کے دریا سے جو نایاب جواہر چنے اور انہیں ادب کے دامن میں سجادیا۔ آپ کا یہ کارنامہ آپ کی سیرت و شخصیت میں چار چاند لگا تا ہے۔ خاص طور پر رضویات اور مجددیات کی تحقیق میں آپ اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے تحقیق رضا کے سفر پر چلنے والوں کے لئے نئی راہیں اُجاگر کی ہیں۔ ان کے لئے آسانیاں پیدا فرمائیں۔ نئے آنے والوں کو اس طرف راغب کیا اور دلچسپی پیدا کی۔

آپ لکھتے ہیں:

''بیس برس کے مطالعہ کے بعد راقم اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ اگر عالم اسلام امام احمد رضا بریلوی کے عقائد و افکار کو رہنما اصول کے طور پر اپنا لے تو اتحاد عالم اسلامی کا خواب حقیقت کا روپ اختیار کر سکتا ہے۔''[۱]

آپ کی سب سے بڑی خوبی جو کہ آپ کی شخصیت کو اور نمایاں کرتی ہے کہ آپ حقائق کو بے لاگ پیش کرتے تھے۔ آپ نے دل میں کبھی کوئی تعصب نہیں رکھا۔ نہ کسی کی دل آزاری کی نہ کسی کو کوئی طعنہ دیا۔ آپ محققانہ انداز فکر کے ساتھ ساتھ وسیع قلب و نظر رکھتے تھے اور یہی ایک محقق کی عظیم شان ہے۔

حقیقت میں آپ فردِ واحد تھے لیکن ایک ادارے کا کام کر رہے تھے۔ آپ نے

◆ تقدیم: ''فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ رشیدیہ کا تقابلی موازنہ'' مطبوعہ کراچی

جو چراغ روشن کیا اس سے لاکھوں چراغ روشن ہوئے۔ کیونکہ آپ نے رضویات پر تحقیق کی بنیاد خلوص و محبت اور صداقت کا دامن تھام کر رکھی۔ آپ کے علمی انداز نے ارباب علم کو ایک نئی راہ دکھائی جو اُن کے حوصلوں کو دھڑکنا سکھاتی ہے اور ان کے فن کو جلا بخشتی ہے۔

حضرت مسعود ملت نے ہمیشہ اپنے وقت کو مرتب انداز میں تصنیف و تالیف اور تعمیری کاموں میں مصروف رکھا۔ آپ نے سنتِ نبوی ﷺ کی مکمل پیروی کی جس کے نتیجے میں کامیابیوں نے آپ کے قدم چومے۔ آپ کی مخلصانہ کوششوں سے پوری دُنیا کے کئی ممالک کی یونیورسٹیوں میں اسلام پر اور اسلامی شخصیات پر تحقیق کے نئے در کھل چکے ہیں۔ آپ کی محققانہ صلاحیتوں سے فیضیاب ہونے والوں کی ایک لمبی قطار موجود ہے۔ آپ کی نگرانی میں کئی اسکالرز نے پی۔ ایچ۔ ڈی اور ایم۔ فل کیا۔ آپ کا تصنیفی کام عالم اسلام کے لیے ایک عظیم تحفہ ہے۔ آپ کے علمی و تحقیقی مقالات کی تعداد سات سو سے متجاوز ہے۔ آپ نے ڈھیروں کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس نیک کام کے لئے چن لیا تھا اور وہ مالک حقیقی آپ سے یہ کام لیتا رہا۔ آپ عاشقِ رسول امام احمد رضا بریلوی کے عاشق بن کر تقریباً تیس سال تک اپنے تحقیق و فکر و نظر کے جواہر لٹاتے رہے۔

آپ نے اپنے والد ماجد جناب مفتی اعظم حضرت مظہر اللہ دہلوی کی تفسیر ''مظہر القرآن'' دو جلدوں کی اشاعت کر کے اپنے فرض کو دوام بخشا۔ یہ تفسیر ''مظہر القرآن'' کی صورت میں پورے ملک میں پھیل کر امر ہوگئی۔

غرض یہ کہ آپ نے اپنا طویل تحقیقی سفر سخت محنت، جدوجہد، بیدار مغزی اور عزم و ہمت سے طے کیا۔ اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے بھی اس منزل کی خلوصِ نیت سے

اللہ کے نیک بندے حضرت مسعود ملت

اللہ کے نیک بندے اسوۂ رسول ﷺ کے نور سے اپنی زندگی کی راہوں کو منور رکھتے ہیں اور اس سے ان کی سیرت میں وہ پختگی اور شخصیت میں وہ دلآویزی پیدا ہوتی ہے کہ وہ جہاں رہیں اپنے رفقائے کار، اپنے ملنے جلنے والوں کی محبتوں کا مرکز و محور ہوتے ہیں۔

اللہ کے یہ نیک بندے اللہ کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ان نیک بندوں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ اُن سے پیار کرتا ہے اور اپنی مخلوق میں انہیں مقبول کرتا ہے، کیونکہ اُن کے دل اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی یاد سے جگمگا رہے ہوتے ہیں۔

اللہ کے ان نیک بندوں میں ایک فرشتہ صفت نیک بندے حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی نیک صفات کی تجلیوں سے اپنے چاہنے والوں کے دل منور کر چکے ہیں۔ آپ کی صحبت جو شخص بھی اختیار کرتا ان جیسا ہی ہو جاتا۔ اس کی دنیا بھی سدھر جاتی اور عاقبت بھی سنور جاتی۔ آپ کے ساتھ رہنے والا آپ ہی کے رنگ میں رنگ جاتا اور یہی رنگ اللہ کے نیک بندوں کا رنگ ہے، جو انہیں اللہ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ سے ملاتا ہے۔ ہر نیا ملنے والا پہلی ملاقات میں جب آپ سے ملتا تو یہی سوچتا:

دِل جس کو ڈھونڈتا تھا وہ صورت یہی تو ہے

اللہ کے یہ نیک بندے جب اللہ کو یاد کرتے ہیں تو اللہ بھی انہیں یاد کرتا ہے۔

اپنے فرشتوں کے جھرمٹ میں اپنے ان نیک بندوں کا ذکر کرتا ہے جس سے ان پر اللہ کی رحمتیں نچھاور ہوتی ہیں۔ جب وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتے ہیں تو دنیا میں بھی انہیں عزت واحترام ملتا ہے۔ان کے گھروں میں چین وسکون اور برکت ہوتی ہے۔

حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے علمی کارناموں کی وجہ سے ''مسعود ملت'' اور ''ماہر رضویات'' کے القابات سے بھی نوازا گیا۔

آپ نے اپنی تمام زندگی اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چل کر گزاری۔ پہلے خود عمل کیا پھر دوسروں کو تاکید کی۔آپ نے اپنے کردار، اپنے عمل سے ثابت کیا کہ آپ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔آپ کی نشست و برخاست، میل ملاپ سب کچھ اللہ کی رضا کے مطابق تھا۔آپ نے سیرت النبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حیات کا عظیم مقصد بنالیا تھا، کیونکہ اللہ کے نیک بندے وہی ہوتے ہیں جو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے اس حسین راہگزر سے گزرتے ہیں اور اپنی حیات کو جلا بخشتے ہیں۔

حضرت مسعود ملت عالم اسلام کی جانی پہچانی شخصیت تھے۔آپ ایک باعمل عالم دین تھے۔آپ کی تمام زندگی اپنے علم وعمل سے انسانی قلوب کو منور کرتے ہوئے گزری، اور یہ سب کچھ آپ کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ملا، جس سے آپ کی ہستی ایک گوہر نایاب روشن ہستی بن کر اُبھری۔

حضرت مسعود ملت نے جو کہا، جو لکھا وہ سب اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق تھا۔آپ کی نگارشات کا مقصد اللہ تعالیٰ کے بندوں کی بھلائی اور ان کو صراطِ مستقیم پر لانا ہے تاکہ وہ قربِ الٰہی اور اتباعِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے سرفراز ہوسکیں۔

آج کے دور میں جہاں ہر طرف نفسا نفسی کا دور دورہ ہے۔ ہر شخص اپنے مفاد اور

اپنی غرض کے لئے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں لگا ہوا ہے۔ آپ نے وہ کام کر دکھایا کہ ملت اسلامیہ آپ کی گرویدہ ہوگئی۔ آپ کی شخصیت اہل سنت کے لئے نعمت خداوندی ہے۔

آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی و علمی تعلیمات کو اپنے منفرد انداز میں عام کیا اور اس قدر محنت کی کہ شائد ہی ایسا کام کسی نے کیا ہو۔ علماء وفضلاء نے آپ کو موجودہ صدی کا مجدد قرار دیا۔ خاص طور سے محترم محمد عبدالستار طاہر مسعودی نے اپنی تصنیف ''مجدد عصر'' میں حضرت مسعود ملت کو مجدد عصر ثابت کرنے کے لئے بڑی محکم دلیلیں دی ہیں۔ آپ کے علمی کارنامے اور تفسیر قرآن اور سیرت، حدیث وفقہ اس کی روشن مثالیں ہیں اور یہی عظمت وفضیلت آپ کے رتبے کو بلندیٔ مقام پر پہنچاتی ہے۔

آپ نے ہمیشہ عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اخلاص کو اپنانے پر زور دیا اور اسے عظیم کامیابی قرار دیا۔ آپ کی نگارشات ایسا قیمتی سرمایہ ہیں جن کی موجودگی اہل سنت کے لئے باعث صد افتخار ہے۔ ان نگارشات میں مضامین، تالیفات، مقالات، خلافت نامے، پیش لفظ، تراجم کے علاوہ قرآنِ پاک، تفسیر قرآن، حدیث پاک، فقہ، سیرت سوانح، تصوف، تاریخ ادب، سیاست، تنقید، دعوتِ اسلام اور مواعظ وغیرہ شامل ہیں۔

آپ بہترین مستند محقق تھے۔ آپ نے اپنی تحقیق سے گلستانِ رضا میں حقیقت و صداقت کے جو گل کھلائے اُس سے آج عالم رضا مہک رہا ہے۔ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کے بارے میں من گھڑت باتوں اور شکوک وشبہات مٹانے کے لئے ایسی شاندار روح افزا تحریریں منظر عام پر لائے کہ بھٹکے ہوئے سیدھی راہ پر آ گئے۔ نابیناؤں کو بینا کرنے کے لئے آپ کی یہ تحریریں اکسیر تھیں تو سیاہ قلوب کو جلا دینے کے لئے تریاق۔

آپ کے علم وعمل اور نیک خوبیوں کے سبب صحرا کے ریگستان میں ایسی سیرابی ہوئی کہ لوگ عش عش کر اُٹھے۔

محترم پروفیسر عبدالرحمٰن مسعودی شعبۂ ریاضی، گورنمنٹ ابنِ رُشد گرلز کالج میرپورخاص اپنے مضمون ''حضرت مسعودِ ملت اور خانوادۂ سرہند میرپورخاص'' میں رقمطراز ہیں:

''مٹھی اس دور میں ''اجودھن'' تھا جہاں مجددی لختِ جگر ہی اپنی محنت، محبت اور شفقت سے دنیاوی و دینی علوم کی خدمت کرسکتا تھا۔ بس پھر کیا تھا، صحرائے تھر کی قسمت جاگ اُٹھی اور پیکرِ حسن اخلاق بڑی تندہی اور استقامت کے ساتھ مٹھی میں علم کے موتی تقسیم کرتا رہا اور کمزور مسلمانوں کو اپنے کردارِ سنت سے سنوارتا رہا۔''[1]

ابھی کل ہی کی بات ہے کہ مٹھی شہر کے ایک صاحب میرے آفس میں کام سے آئے (موجودہ ملازمت ٹھٹھہ میں ہے) حضرت پر لکھے ہوئے میرے مضمون کے سرورق کو دیکھتے ہوئے نہایت عقیدت واحترام سے فرمانے لگے:

''ارے یہ وہی مسعودِ ملت ہیں جنہوں نے صحرا کو گلزار بنادیا اور اپنی کرامت سے بھٹکے ہوؤں کو راہِ راست پر لاکر انہیں جینے کا ڈھنگ سکھایا۔ وہاں کے لوگ آپ کے بہت سے احسان مند ہیں۔''

اللہ کے یہ نیک بندے اپنے طرزِ عمل سے اسلامی معاشرے کو منور کرتے ہیں اور اہلِ سُنّت کو سرخرو۔

حضرت مسعودِ ملت ایک اچھے معلّم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین شاگرد بھی

◆ یادگارِ مسعودِ ملت علیہ الرحمہ، ص ۱۴۱، مطبوعہ میرپورخاص (سندھ) ۲۰۰۹ء

تھے۔ آپ کے استاد محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں جو کہ سندھ یونیورسٹی میں صدر شعبۂ اردو تھے اور ساتھ ساتھ ایک بہت بڑی روحانی وادبی شخصیت بھی تھے۔ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

''میری پوری ملازمت میں وہ میرے سب سے بہترین شاگرد رہے ہیں۔ میں ان پر بجا طور پر فخر کرسکتا ہوں۔ ان جیسے باوقار، باکردار اور باصلاحیت طلباء موجود حالات میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ وہ ان محققین میں سے ہیں جن پر فضلاء اعتماد کرسکتے ہیں اور جن پر کسی بھی یونیورسٹی کو فخر ہوسکتا ہے۔ میرے عزیز فاضل شاگرد اور مشہور مصنف ہیں۔ بہت کتابیں لکھی ہیں۔ مجھ سے بہت تعلق رکھتے ہیں۔''

(مکتوب محررہ ۱۹۹۸ء)

حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو عام کرنے میں آپ کے قلم کی روانی بے مثال ہے۔ آپ نے بے پناہ کتابیں اور بے شمار مقالات تحریر فرمائے ہیں۔

❁

حضرت مسعود ملت درویشانہ صفت منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے۔ ہر خط کا جواب اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ دن میں ہزاروں خطوط کے جوابات تحریر فرماتے تھے۔ اپنے ملنے جلنے والوں کے یہاں باقاعدگی سے تشریف لے جاتے۔ فون کرنے والوں کو اپنائیت سے جواب دیتے۔ چھوٹے بچوں سے خاص طور پر بہت پیار کرتے اور انہیں اپنی گود میں بٹھاتے۔ دولت خانے پر آنے والوں سے خندہ پیشانی سے ملتے اور اُن کی خاطر تواضع کرتے۔ ہر شخص یہ سمجھتا کہ حضرت سب سے زیادہ اُسی سے پیار کرتے ہیں اور گھر

کے ہر فرد کا حال پوچھتے ہیں۔ یہ صفت بھی اللہ کے نیک بندوں کی صفت ہے۔

ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتحپوری، دہلی اپنے ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں:

''حضرت مجدد ملت، مسعود ملت، مکرمی مخدومی محترمی مجدد دین وملت، رہبر شریعت، مرشد طریقت، سراپا عظمت وپیکر وجاہت، مجسم لطافت حضرت ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔''!

حضرت مسعود ملت کردار وعمل میں اپنے اسلاف کرام کا نمونہ تھے۔ آپ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ شاہی امام فتحپوری مسجد، دہلی سے بیعت تھے۔ آپ نے دینی وادبی ماحول میں پرورش پائی اور تعلیم و تربیت پر اسلامی رنگ غالب رہا۔

صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی فرماتے ہیں:

- بلاشبہ آپ مجدد دین وملت ہیں،
- خانوادۂ مسعودیہ مظہریہ کے چشم وچراغ ہیں،
- اپنے نانا کی پیشن گوئی ہیں،
- اپنے والد گرامی کی دعاؤں کا ثمر ہیں،
- ہمشیرہ محترمہ کی محبتوں کے گلزار ہیں،
- حضرات القدس کی عنایات کی آن ہیں،
- حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اتھارٹی ہیں،
- عالم اسلام کے عظیم محقق ہیں،

◆ مکتوب محررہ ۱۷ر ستمبر ۲۰۰۷ء مشمولہ ''جاہت کے رنگ''، ص ۱۴۷، مطبوعہ کراچی

○ ـــــ جن کا پیغامِ عشق و محبت دنیا کے لئے مشعل راہ ہے،

○ ـــــ جنہوں نے مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی عبقری شخصیت پر تحقیق کی اوران کے پیغام عشق ومحبت کو ساری دنیا میں پھیلایا اور ماہر رضویات کہلائے۔" (مجدد عصر، مطبوعہ لاہور، ص ۳۵، ۳۶)

عالم اسلام حیرت زدہ ہے کہ حضرت مسعود ملت کی خدمات ایک تنہا شخص کی خدمات نہیں لگتیں۔ آپ اپنی ذات میں ایک اعلیٰ پائے کی اکیڈمی تھے۔ آپ نے اللہ کی رضا کے مطابق اپنے تمام کام کو خوش اسلوبی سے مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے آپ جیسا وسیع النظر، غیر متعصب مفکر و دانش ور، عظیم قلمکار اور درویش صفت عاشق رسول ﷺ اہلسنّت کو عنایت فرمایا۔ آپ موجودہ صدی کے مجدد تھے، اور یہ معجزۂ عشق رسول ﷺ ہے۔

آج آپ ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ بظاہر پردہ فرماگئے ہیں لیکن آپ کی روحانی وادبی تعلیمات چراغِ راہ بن کر سب کو فیضیاب کر رہی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے درجات اور بلند فرمائے اور فیضانی دریا یونہی سب کو سیراب کرتا رہے۔ آمین!

کہتے ہیں ملائک: "دنیا سے ہستی پیاری آئی"
کہا میں نے: "گلشنِ مصطفیٰ کے گل ہیں میرے حضرت"
فخر و عظمت کی مسند پہ، بٹھایا ہے خدا نے
خوش ہو ہو کے میں سب کو سناؤں میرے حضرت
نازؔ کے دل کو سکوں آتا ہے آپ کی باتوں سے
کہاں سے لاؤں میں اب آپ کو میرے حضرت

..............◇◇◇..............

باب نمبر ③

مکاتیب مسعودی
و
دیگر

آپ کی توجہ کے لئے!

محترمہ ریحانہ شفاعت ناز صاحبہ کی قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات ۱۹۸۶ء میں ہوئی، جن دنوں آپ گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ میں بحیثیت پرنسپل تعینات تھے۔ اُن دنوں آپ ایم۔اے (اُردو) کی تیاری کر رہی تھیں۔

بعدازاں ۱۹۸۹ء میں ایم فل کے لئے جب آپ نے فارم بھرا تو قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا گورنمنٹ ڈگری کالج سکھر میں تبادلہ ہوگیا تھا ـــــ یوں ۱۹۸۹ء میں ایم فل قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مراسلت کا باعث بنا۔

○

ہمارے پیش نظر محترمہ ریحانہ شفاعت ناز صاحبہ کے نام قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے محررہ ۲۳ مکاتیب ہیں ـــــ اوران کے علاوہ دیگر ۱۰ مکاتیب ہیں ـــــ قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے محررہ خطوط، محترمہ ریحانہ شفاعت ناز صاحبہ کے مقالہ ایم فل کے حوالے سے ہیں ـــــ ان مکاتیب میں سے بعض میں محترمہ کا نام ریحانہ پروین شفاعت ملے گا ـــــ پہلے محترمہ اپنا نام اس طرح سے لکھا کرتی تھیں۔

چونکہ ''میرے مسعود ملت'' میں شامل مضامین و مقالات میں محترمہ نے قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات اور پھر ایم فل کے حوالے سے گفتگو کی ہے، اس لئے قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے محررہ مکاتیب شامل کر دیئے گئے ہیں، تا کہ:

○ ـــــ ایک تو یہ کہ ایم فل کے حوالے سے مراسلت ریکارڈ پر آجائے،

○ ـــــ دوسرا یہ کہ بایں طور پر حضرت کے مکاتیب محفوظ ہو جائیں،

۲ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ
۲۰ مارچ ۲۰۱۰ء

حررہ
محمد عبدالستار طاہر مسعودی عفی عنہ

از:

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(سکھر، کراچی)

بنام:

ریحانہ شفاعت ناز مسعودی

(مکلی، ٹھٹھہ)

۷۸۶

۹؍مارچ ۱۹۹۰ء، سکھر

محترمہ زید مجدہا!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا مکتوب مل گیا تھا پھر فون پر بھی بات ہوگئی۔ آپ نے مبارک باد دی، بہت بہت شکریہ!

فائل تلاش کر کے بھیج دیا گیا ہے۔ اس میں نظم و نثر سے متعلق جو مواد ہے اس کو الگ الگ کرلیں۔ یکتاؔ دہلوی پر جو میرا مقالہ شائع ہوا ہے اس کو اچھی طرح مطالعہ کرلیں، پھر اُن کی زندگی اور شاعری سے متعلق مختلف پہلو سامنے آجائیں گے اور خاکہ آسانی سے بن جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! اگر کوئی چیز ملی تو مطلع کر دیا جائے گا۔ گھر میں سب سلام کہتے ہیں۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

۷۸۶

۳؍جنوری ۱۹۹۱ء، سکھر

مکرمہ وزید مجدہا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری کا ممنون ہوں

مقالے کے لئے یہ عنوانات مناسب رہیں گے:

❶ ——— مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی کے اُردو خطوط

❷ ——— پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں کی علمی خدمات

❸ ——— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی علمی خدمات

پہلے عنوان کے لیے خطوط میرے پاس مل جائیں گے۔ دوسرے عنوان کے لئے حیدرآباد جا کر ڈاکٹر صاحب سے رابطہ کرنا ہوگا۔ اس عنوان سے متعلق میرا ایک مضمون بھی چھپا تھا اس سے بھی مدد مل سکتی ہے ——— تیسرے عنوان کے لئے میرے حالات پر ایک کتاب ''جہانِ مسعود'' سے مدد مل جائے گی۔ دوسری کتاب ''منزل بہ منزل'' بھی زیر کتابت ہے۔ تیسری بڑی سوانح '' آئینہ ایام'' زیر ترتیب ہے۔ اس سے بھی مدد مل سکتی ہے۔ تصانیف میں اکثر کراچی میں مل جائیں گی۔

مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری پر پنجاب یونیورسٹی میں کام ہو چکا ہے۔ ان کے متعلق دوسرا عنوان بھی دیا جا سکتا ہے مگر اب آپ کے لئے وہ سہولت نہیں جو میرے ٹھٹھہ قیام کے زمانے میں ہو سکتی تھی ——— بہر حال مندرجہ بالا عنوانات لکھ کر بھیج دیں ——— سعدیہ سلام عرض کرتی ہے۔

سکھر کے پتے پر مراسلت فرمائیں۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

۸۶/

۳۰/ جنوری ۱۹۹۱ء سکھر

مکرمہ ریحانہ صاحبہ!

سلام مسنون۔ آج نوازش نامہ موصول ہوا۔ صدر شعبۂ اردو چونکہ ان موضوعات

سے خود نابلد ہیں اس لئے اُن کو گہرائی و وسعت نظر نہ آئی۔ ابھی تک محقق حضرات تحقیق کے لیے شخصیت کا مرنا ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ زندگی میں بہت سی باتیں خود اُس سے پوچھی جا سکتی ہیں جو بعد میں معلوم نہیں ہو سکتیں ـــــ مندرجہ ذیل موضوعات لکھ دیں۔ ابواب بعد میں لکھ دیئے جائیں گے۔ پہلے موضوع تو منظور ہو:

❶ ـــــ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی مذہبی شاعری

❷ ـــــ شاہ غمگین دہلوی ـــــ حیات اور شاعری

❸ ـــــ مکاتیب یکتاؔ دہلوی،

سعدیہ اور اُن کی والدہ سلام کہتی ہیں۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

۸۶؎

یکم اگست ۱۹۹۱ء سکھر

محترمہ زید مجدہا!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ نوازش نامہ موصول ہوا۔ یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ عنوان منظور ہو گیا ہے۔ یکتاؔ دہلوی کے کچھ اور خطوط ملے ہیں اور ''قومی زبان'' کے جن شماروں میں میرا مقالہ شائع ہوا تھا اتفاق سے وہ بھی مل گئے۔ ان شاء اللہ یکم ستمبر تا ۵ر ستمبر کراچی میں ہوں گا۔ اپنے بھائی کو لکھ دیں کہ گھر کے فون پر رابطہ کر لیں۔ فون نمبر بدل گیا ہے۔

اب آپ خطوط کا مطالعہ شروع کر دیں۔ پڑھنے کے دوران جو ذیلی عنوان ذہن میں آئیں وہ لکھتے جائیں پھر ان عنوانات کو مرتب کر کے خاکہ بنالیں۔ خطوط میں سوانحی حالات بھی ملیں گے، گھریلو حالات بھی، شاعری سے متعلق مواد بھی ملے گا۔ غرض پڑھنے

کے بعد بہت سے عنوانات آپ کے ذہن میں خود بخود اُبھریں گے۔ان شاء اللہ!——
چندابواب قائم کریں پھر مجھے دکھادیں۔

نوٹ:مدینہ پبلشنگ کمپنی،ایم۔اے جناح روڈ،کراچی سے میری تالیف ''مکاتیب مظہری''منگوالیں،اس سے آپ کو بہت مدد مل جائے گی۔مسعود

فقط والسلام

احقر:محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

۸۶ ؎

یکم ستمبر ۱۹۹۲ء کراچی

خواہر عزیزہ زید مجدہا!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔اُمید ہے کہ سب بخیر و عافیت ہوں گے۔کاغذات میں یکتاؔ دہلوی کی صاحبزادی شاہجہان بیگم فیضیؔ کی ایک منقبت ملی ہے جوانہوں نے میرے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمہ کی حج بیت اللہ شریف سے واپسی پر ۱۹۴۵ء میں پیش کی تھی۔فیضیؔ والد ماجد سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھیں۔آپ اس منقبت کو مناسب جگہ شامل کرسکتی ہیں۔نقل منسلک کررہاہوں۔

اہلیہ اور سعدیہ سلام کہتی ہیں۔بچوں کو دعا کہہ دیں اور بھائی صاحب کو سلام۔

احقر:محمد مسعود احمد عفی عنہ

ھدیۂ تھنیت

بحضور مفتی اعظم ہند حضرت حافظ قاری علامہ محمد مظہر اللہ دامت برکاتہم العالیہ

بتقریب مراجعت از حرمین شریفین ماہ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ

مولوی مفتی محمد مظہراللہ آپ پر	خالق کون و مکاں کی خاص رحمت ہوگئی
بارگاہِ حق تعالیٰ میں یقیناً مستجاب	عمر بھر کی ہر ریاضت، ہر عبادت ہوگئی
علم کی دولت سے تو پہلے ہی مالامال تھے	اب میسر آپ کو حج کی بھی دولت ہوگئی
حج بیت اللہ کا بھی ہو گیا حاصل شرف	رحمۃ للعالمین کی بھی زیارت ہوگئی
جالیوں سے روضۂ اقدس کی آنکھیں کیا ملیں	تیز پہلے سے زیادہ اب بصارت ہوگئی
آپ حافظ بھی تھے، مفتی بھی تھے فاضل بھی مگر	اور ہی کچھ اب خدا رکھے فضیلت ہوگئی

ایک فیضیؔ ہی نہیں کہتی یہ سب کا قول ہے
''یہ یقیناً جنّتی ہیں، اِن کی جنت ہوگئی'' [1]

○

۷۸۶

۲ر اکتوبر ۱۹۹۲ء کراچی

محترمہ زید مجدہا!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے دونوں خطوط مل گئے۔ مصروفیت کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہو جاتی ہے۔

خاکے میں تبدیلی یونیورسٹی کی اجازت سے کی جاتی ہے۔ اگر انہوں نے تبدیلی کے لئے نہیں لکھا تو اسی خاکے کو سامنے رکھیں یا احتیاطاً دریافت کرلیں کہ خاکے میں تو ردّ و بدل نہیں کرنا؟ اگر کرنا ہو تو پھر منسلکہ خاکہ بھیج دیں۔

مقالے کا خلاصہ مقالے کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔ یہ آخر میں تیار کرلیں۔

خطوط کا مطالعہ جاری رکھیں اور ہر باب کا فائل الگ بنالیں۔ مطالعہ کے دوران نوٹس لیتی جائیں اور جس فائل سے متعلق ہو اس میں ڈالتی جائیں۔ بعد میں ہر باب کا الگ

---

[1] (پیش کردہ: شاہجہاں بیگم فیضیؔ دختر و شاگردۂ یکتاؔ دہلوی، بلگام، انڈیا)

خاکہ بنا کر اس کے مطابق باب کو مرتب کرلیں۔اس طرح سارے ابواب مرتب ہو کر مقالے کی شکل اختیار کرلیں گے۔ان شاء اللہ!

محترم شفاعت صاحب کو سلام کہہ دیں۔بچوں کو دعائیں۔فقط والسلام!

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

خاکہ: مکاتیب یکتاؔ دہلوی کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

○—— افتتاحیہ

۱۔ تاریخی اور سیاسی پس منظر

۲۔ سوانحی حالات (☆—ذاتی ☆—خاندانی ☆— گھریلو)

۳۔ اولاد، رشتہ دار اور احباب

۴۔ واقعات وحادثات

۵۔ شخصیت (خوش خُلقی، عالی ظرفی، نظم وضبط، صبر وتحمل، عفوو درگزر، بچوں سے محبت)

۶۔ شعر وادب (استاد سے عقیدت ومحبت، شاعروں اور نثر نگاروں سے تعلقات، کلام یکتا)

۷۔ فن مکتوب نگاری—— خوبیاں اور خامیاں

۸۔ اردو کے مشہور مکتوب نگار اور اُن کے اسالیب

۹۔ یکتا کے مکتوب الیہم

۱۰۔ یکتا کی مکتوب نگاری (بیساختگی، سادگی، محاورہ وروزمرہ، واقعہ نگاری، مکالمہ نگاری، طنز نگاری، ظرافت وخوش طبعی، تصویر کشی، حقیقت نگاری، اخلاقیات و تصوف وغیرہ وغیرہ)

۱۱۔ یکتا کی مکتوب نگاری کے خاص امتیازات

۱۲۔ نثری وشعری یادگاریں

۱۳۔ مکاتیب یکتاؔ کا اُردو ادب میں مقام

○——اختتامیہ

○——ماخذ ومراجع

نوٹ:

۱۔ یکتاؔ دہلوی کے نواسے ڈاکٹر شمیم احمد صاحب سندھ یونیورسٹی میں زولوجی ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین ہیں۔ اُن کے والد سید محمد یونس ہمدانی، کے نام فائل میں بہت سے خطوط ہیں۔ کچھ خطوط اُن کی والدہ شاہجہان بیگم فیضی کے نام ہیں۔ جو خود شاعرہ بھی تھیں ——اُن کی بیٹی رفعت[1] اور دوسری بیٹی طلعت کراچی میں ہیں۔ شمیم صاحب سے چھوٹے بھائی اقبال احمد خورشید انگلستان میں ہیں۔

۲۔ یکتاؔ دہلوی کے چھوٹے بیٹے ظہور الحق انگلستان میں تھے جو انتقال کر گئے۔ ان کے بچے حیدر آباد میں ہیں۔

۳۔ یکتاؔ دہلوی کے بڑے بیٹے حاجی عبدالخالق میرے بہنوئی تھے۔ بہن کے انتقال کے بعد انہوں نے دوسری شادی کی[2]۔ ان کا بھی انتقال ہو گیا—— مگر اُن کے بچے حیدر آباد میں ہیں۔ آپ طارق احمد سے رابطہ کر سکتی ہیں۔ ممکن ہے، ان کے پاس والد کے نام یکتاؔ دہلوی کے خطوط ہوں یا کوئی اور کام کی چیز۔ پتہ یہ ہے:

المشرق لاجنگ۔ تلک چاڑی

2837-99/A۔ حیدر آباد، سندھ

---

❶ رفعت کو نانی نے گود لے لیا تھا، خطوط میں اُن کا کئی جگہ ذکر ہے، ان کو بی بی جان کہتے تھے—— مسعودؔ

❷ میری بہن سے ایک لڑکا عبدالباری ہوا، خطوط میں اُس کا بھی ذکر ہے—— مسعود

۴۔ یکتاؔ دہلوی کے ایک بیٹی عشرت بیگم لاہور میں ہیں جن کی عمر ۷۰ سال ہوگی۔ ان سے بھی رابطہ کریں وہ اپنی یادداشتیں لکھ سکتی ہیں۔

۵۔ ایک صاحب زادی روزی ملتان میں ہیں۔ اُن کا پتہ شمیم صاحب سے معلوم کر لیں یا رفعت سے۔ رفعت کا پتہ یہ ہے:

بیگم احمد حارث، بلاک نمبر 108، بلاک ڈبلیو

علامہ اقبال ٹاؤن، شمالی ناظم آباد، کراچی۔ فون ۸۲۷۱۸۸

۶۔ خطوط کے مطالعہ کے بعد بہت سے نام اور پتے ملیں گے۔ یہ سب الگ نوٹ کر لیں۔ ایک کاپی مجھے بھیج دیں۔ جن کا علم ہوگا بتادیا جائے گا۔

۷۔ یکتاؔ دہلوی نے تقریباً ۱۹۴۰ء میں میرے بھائی مولانا محمد احمد صاحب مرحوم کا سہرا کہا تھا۔ وہ ان کے صاحب زادے مفتی اعظم دہلی مفتی محمد مکرم احمد صاحب سے منگوا لیں۔ پتہ پہلے لکھ چکا ہوں۔ میرے خطوط کا الگ فائل بنالیں —— یکتاؔ دہلوی کے خطوط بھی نام کے اعتبار سے الگ الگ فائلوں میں ڈالیں —— آپ کو بہت سے فائل تیار کرنے ہوں گے۔[1]

○

۷۸۶

۹؍ اپریل ۱۹۹۳ء

باسمہٖ تعالیٰ

ہمشیرہ عزیزہ سلام مسنون!

یکتاؔ دہلوی کے مکاتیب میں جن شعراء کے نام آتے ہیں، حواشی میں جہاں نام

---

[1] نوٹ: یکتاؔ دہلوی کے خاندان اور بیٹے بیٹیوں، پوتے پوتیوں، نواسہ نواسیوں، پرپوتیوں وغیرہ کے متعلق تفصیلات معلوم کر کے شامل کریں —— مسعودؔ

آئے وہاں مختصر حالات لکھ دیں۔ اگر ان کے عہد کے ممتاز معاصر شعراء کا بھی ذکر کردیں تو مناسب ہے۔ تفصیل مشفق خواجہ صاحب سے معلوم کرلیں۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

۲۲ر نومبر ۱۹۹۳ء

سرٹیفکیٹ

تصدیق کی جاتی ہے کہ طالبہ مسز ریحانہ پروین کا تحقیقی مقالہ بعنوان:

''یکتا دہلوی کے مکاتیب کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ''

(برائے ایم۔فل) تقریباً مکمل ہوگیا ہے۔ میں موصوفہ کے کام سے مطمئن ہوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مقالے کی مطلوبہ کاپیاں جلد ہی یونیورسٹی میں پیش کردی جائیں گی۔

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

۷۸۶

یکم دسمبر ۱۹۹۳ء

محترمہ

سلام مسنون! مقالے کے ساتھ جو رپورٹ جائے گی اس میں یہ سفارش کردی جائے گی کہ مقالہ نگار کو اسی موضوع پر مزید تحقیق کرکے ڈاکٹریٹ کے لئے مقالہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے مگر اس کے لئے آپ کو بہت محنت کرنی پڑے گی۔

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

۷۸۶

۲۸ر فروری ۱۹۹۴ء

عزیزہ زید مجد ہا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی طرف سے بہت تشویش تھی۔ علالت کا علم ہو کر صدمہ ہوا۔ شکر ہے کہ اب رو بہ صحت ہیں۔ مبارک باد کا ممنون ہوں۔

مقالے کی ایک کاپی آجاتی تو رپورٹ لکھنے میں آسانی رہتی بہر حال رپورٹ لکھ کر منسلک کر رہا ہوں۔ عنوان کی جگہ خالی ہے وہ سیاہ روشنائی سے آپ خود لکھ لیں۔

مقالہ کی ترتیب و تشکیل کے سلسلے میں جو بھی ہدایات بھیجی گئی تھیں اُن کو اچھی طرح پڑھ کر مقالہ چیک کر لیں خصوصاً ص ۲، پر سرورق اور ص ۳، پر فہرست موضوعات کے بارے میں ہدایات چیک کر لیں ——— ایک کاپی مجھے بھیج دیں۔

الحمدللہ کہ یہ کام وقت پر پورا ہو گیا اور رمضان المبارک کے مبارک مہینے میں ——— اللہ تعالیٰ نے ایک عید میں دو عیدوں کی خوشی عطا فرمائی۔ ہم سب کی طرف سے دلی مبارک باد قبول کر لیں۔ محترم شفاعت صاحب کو سلام کہہ دیں اور بچوں کو دعائیں، نیز عید سعید کی مبارک باد کہہ دیں۔

نوٹ: رفعت آئی تھیں، وہ کہہ رہی تھیں کہ انہوں نے کچھ اہم کاغذات آپ کو بھیجے ہیں مگر رسید اب تک نہیں ملی۔ اُن کو رسید بھیج دیں۔ مسعودؔ

فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۹؍مارچ ۱۹۹۵ء، کراچی

محترمہ زید مجدہا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ''قومی زبان'' کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں اور تہنیت نامہ نظر نواز ہوئے۔ یاد آوری کا ممنون ہوں۔ لاہور سے ملک محمد سعید صاحب کا خط آیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے آپ کو اخبار کی مطلوبہ کٹنگ کی فوٹو کاپی ارسال کردی ہے۔ امید ہے کہ اب کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔ خدا کرے آپ کو ڈگری مل جائے اور آپ کی محنت بارآور ہو۔ آمین!

گھر میں سب سلام کہتے ہیں۔ بچوں کو دعا کہہ دیں۔ مولیٰ تعالیٰ سب کو کامیاب و کامران فرمائے۔ آمین!

فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

۷۸۶

۲۹؍مارچ ۱۹۹۵ء

محترمہ زید مجدہا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مقالہ موصول ہوا۔ بہت بہت شکریہ۔ الحمدللہ آپ کا کام ہوگیا۔ ان شاء اللہ اب ڈگری مل جائے گی۔ میری اور سب اہل خانہ کی طرف سے مبارکباد قبول کریں۔ محترم شفاعت صاحب کو بھی مبارکباد کہہ دیں۔ بچوں کو دعائیں۔

سب سلام کہتے ہیں۔

فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

۷۸۶

۱۱؍جون ۱۹۹۵ء

محترمہ زید مجدہا

سلام مسنون۔ امید ہے کہ سب اہل خانہ بخیر و عافیت ہوں گے، کاغذات میں آپ کا لفافہ نظر آیا جو آپ کی امانت تھا۔ سوچا کہ ''پیغام'' ہی ارسال کر دیا جائے تا کہ آپ کی امانت آپ تک پہنچ جائے۔

محترم شفاعت صاحب کو سلام کہہ دیں۔ بچوں کو دعائیں۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۰؍جنوری ۱۹۹۶ء، کراچی

محترمہ زید عنایتہا!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ نوازش نامہ مل گیا تھا۔ یاد آوری کا ممنون ہوں، عدیم الفرصتی کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوگئی۔ خیال نہ فرمائیں۔

یہ خبر باعث مسرت ہے کہ آپ نے اسکول کھول لیا ہے۔ جو نام رکھا ہے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اسکول کو تعلیم و تربیت کا ممتاز مرکز بنائے اور غیب سے آپ کی مدد

فرمائے۔ آمین!

تین رسائل حال ہی میں شائع ہوئے ہیں۔ آپ کو بھیج رہا ہوں۔ قبول فرمائیں۔

محترم شفاعت صاحب کو سلام کہہ دیں۔ بچوں کو دعائیں۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۰؍اگست ۱۹۹۶ء، کراچی

محترم زید مجدہا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کرم نامہ باعث طمانیت ہوا، ہمدردی وغمخواری کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ مصروفیت اور تعزیت کے لیے دہلی روانگی کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوگئی۔ خیال نہ فرمائیں۔

خوش وغم ساتھ ساتھ ہیں اور اُس کریم کے جمال وجلال کے آئینہ دار ہیں۔ دونوں میں کیف وسرور ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہر حال میں اپنی رضا پر راضی رکھے۔ آمین! اُس کی رضا سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔

برادر مرحوم ڈاکٹر محمد سعید احمد علیہ الرحمہ ولی کامل تھے۔ ان کا دل پاک وصاف تھا۔ جمعۃ الوداع کے خطبے سے پہلے سفر آخرت کی خبر دے دی تھی، ۲۸؍رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ کو جانِ عزیز جاں آفریں کے سپرد کردی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو تیرا

آمین!

دعا فرمائیں مولیٰ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے، صاحب زادگان کو مرحوم کا سچا جانشین بنائے، سنت پر استقامت عطا فرمائے اور اہل خانہ کو خزانہ غیب سے خوب خوب نوازے۔ آمین! فقیر کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷؍جنوری ۱۹۹۷ء

محترمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ نوازش نامہ مل گیا تھا۔ مصروفیات نے مہلت نہ دی خیال نہ فرمائیں۔ علامہ اقبال یونیورسٹی کے ایک سابق پروفیسر ابرار حسین صاحب سے تعارف ہے۔ ان کو لکھوں گا، آپ نے سال نہیں لکھا۔ سال بھی لکھ دیں۔ ضروری کاغذات کی کاپی بھی بھیج دیں۔ ان شاء اللہ کوشش کروں گا۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۸؍فروری ۱۹۹۷ء، کراچی

محترمہ

سلام مسنون!

کاغذات مل گئے تھے۔ ایک پروفیسر صاحب کو اسلام آباد بھیجے ہیں۔ ان شاء اللہ

جواب آنے پر آپ کو مطلع کروں گا۔ خدا کرے کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ آمین!

محترم شفاعت صاحب کو سلام کہہ دیں۔ بچوں کو دعائیں۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۶/ اکتوبر ۱۹۹۷ء

محترمہ زید مجدہا!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اُمید ہے کہ بخیر و عافیت ہوں گی۔ آپ کا نوازش نامہ اور تحفہ موصول ہو گیا تھا۔ عنایت و کرم کا ممنون ہوں۔ الحمدللہ شادی بحسن و خوبی ہو گئی۔ سعدیہ اپنے گھر میں خوش ہیں۔ دعاؤں کا شکریہ۔

اسلام آباد سے پروفیسر ابرار حسین آئے تھے جن کو میں نے آپ کے کاغذات بھجوائے تھے۔ میں نے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اسی وقت بھیج دیئے تھے ——— یہ پڑھ کر مسرت ہوئی کہ ایم۔ فل کا کام مکمل ہو گیا اور پی۔ ایچ ڈی کے لئے انہوں نے پیش کش کی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اور ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین، اور کامیاب و کامران فرمائے۔ آمین!

اہلیہ آپ کو سلام کہتی ہیں اور شکریہ ادا کرتی ہیں۔ شفاعت صاحب کو سلام کہہ دیں۔ بچوں کو دعائیں۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۲؍شوال المکرّم ۱۴۲۳ھ، کراچی

۱۹؍دسمبر ۲۰۰۲ء

محترمہ زید عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

تہنیت نامہ، محبت شمامہ نظر نواز ہوا، یادآوری اور کرم فرمائی کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے رمضان المبارک کی برکتوں اور شوال المکرّم کی رحمتوں سے نوازا، اس کی عنایات کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ بیشک

شکر کدام فضل بجا آورد کسے

عاجز بماند ہر کہ دریں افتکار

مولیٰ تعالیٰ ہم کو اپنی اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں وارفتگی عطا فرمائے اور ہر حکم پر مر مٹنے کا ذوق وشوق عطا فرمائے۔ آمین!

ہماری طرف سے اہل خانہ کو عید مبارک اور سلام ودعا کہہ دیں۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۳؍دسمبر ۲۰۰۳ء، کراچی

محترمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عید سعید پر آپ کا تہنیت نامہ نظر نواز ہو کر باعث مسرت وانبساط ہوا، آپ کی یاد نے مہجوروں کو وصال آشنا کر دیا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ!

اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر ہم گنہگاروں کو رمضان المبارک کی برکتوں اور رحمتوں سے سرفراز فرمایا اور بندگی کا سلیقہ سکھایا، اپنی صفت خاص سے متصف فرما کر بندگی کو دو بالا کر دیا ـــــ کیسا کرم فرمایا! اس کی طرف سے تو کرم ہی کرم ہے ـــــ جو محبوب کریم ﷺ کسی اُمت کو عطا نہ فرمایا، وہ ہم کو عطا فرمایا ـــــ جو کتاب مبین کسی اُمت کو عطا نہ فرمائی، وہ ہمیں عطا فرمائی ـــــ زندگی کی گتھیوں کو سلجھا دیا اور مشکلوں کو آسان کر دیا، وہ کریم تو آسانیاں ہی پیدا فرماتا ہے، ہم مشکل پسند ہیں، قصور ہمارا ہے ـــــ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب لبیب ﷺ کی محبت واطاعت کی دولت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین! فقیر اور سب اہل خانہ کی طرف سے سب کو سلام ودعا کے بعد دلی عید مبارک کہہ دیں ـــــ دعاؤں میں یاد رکھیں ـــــ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۹؍محرم الحرام ۱۴۲۶ھ، کراچی

یکم مارچ ۲۰۰۵ء

محترمہ ومکرمہ زید مجدھا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اُمید ہے کہ بخیر وعافیت ہوں گی۔ آپ تشریف لائیں۔ صاحبزادے اور بہو بھی ساتھ آئیں۔ بڑی خوشی ہوئی۔ ممنون ہوں۔

آپ کا عنایت نامہ بہت تاخیر سے ملا۔ منقبت کا ممنون ہوں۔ میں تو کسی لائق نہیں۔ آپ کا دیوان کراچی کے ایک شاعر سعد الدین سعدؔ کو بھیجا تھا۔ انہوں نے اصلاح تو نہیں کی البتہ یہ فرمایا:

''یہ نہ نظم ہے نہ نثر ایک نئی تکنیک ہے۔ اس میں ہاتھ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس کو ضرور شائع ہونا چاہیے۔''

اب ایک اور شاعر خالد محمود خالدؔ صاحب کو بھیج رہا ہوں۔ جو پاک و ہند میں مشہور و معروف ہیں۔ دیکھئے وہ کیا کہتے ہیں؟ آپ لکھتی رہیں چونکہ جب آمد ہو تو لکھتے رہنا چاہیے۔ ہماری طرف سے گھر میں سب کو سلام و دعا کہہ دیں۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۳۱/ اکتوبر ۲۰۰۰ء، کراچی

محترمہ و مکرمہ زید مجدہا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

نوازش نامہ اور متعلقات موصول ہوئے۔ یاد آوری کا ممنون ہوں۔ آپ کا مضمون اور کلام مدیر ''المظہر'' کو دے دیا ہے۔ یکتاؔ دہلوی پر مضمون ''المظہر'' کے مزاج کے مطابق نہیں، اس کا مزاج خالص صوفیانہ اور مذہبی ہے۔ آپ کی کتاب ضیاء الاسلام پبلی کیشنز کے مالک حاجی محمد الیاس صاحب کو دے دی ہے۔ وہ تخمینہ لگا کر دیں گے تو بھیج دیا جائے گا فقیر کے خیال میں آپ شفاعت پبلی کیشنز، مکلی (ٹھٹھہ، سندھ) کے حوالے سے

چھپوائیں تو بہتر ہے۔

''المظہر'' کے دو فارم بھیج رہا ہوں۔ فارم بھر کر فیس کے ساتھ براہِ راست ''المظہر'' کے پتے پر بھیج دیں۔ عزیزہ دردانہ کو بہت بہت دعا کہہ دیں۔ گھر میں سب کو سلام ودعا۔ یہاں سب آپ کو اور سب اہل خانہ کو سلام کہتے ہیں۔ فقیر آئندہ ماہ ملتان، لاہور جارہا ہے اور ۱۴ر نومبر تک ۷ر دسمبر تک واپسی ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۵ر ربیع الآخر ۱۴۲۹ھ، کراچی

۱۲ر اپریل ۲۰۰۸ء

محترمہ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا عنایت نامہ مل گیا تھا۔ پھر الحمد للہ! ملاقات بھی ہوگئی۔ آپ کی محبت و اخلاص کا ممنون ہوں۔ محترم شفاعت اللہ صاحب اور صاحبزادگان سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ آپ کی پذیرائی کا ممنون ہوں۔ عزیزم وجاہت اللہ صاحب کا خط اور روئیداد مل گئی ہے۔ روئیداد ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کو دے دی ہے۔ آپ نے از راہِ کرم اپنی تصنیف لطیف عنایت فرمائی۔ مصروفیات اور طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے اب تک تفصیلی مطالعہ نہ کر سکا۔ ان شاء اللہ مطالعہ کروں گا۔ عزیزہ دردانہ سے فون پر بات ہو تو سلام کہہ دیں۔ یہ اُن کی محبت ہے کہ انہوں نے فقیر کی دل کی تکلیف کو یاد رکھا۔ اور پہلا سوال یہی کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو خوب خوب نوازے۔ آمین!

محترم شفاعت صاحب، وجاہت صاحب اور شجاعت اور ان کی دلہنوں کو سلام و دعا کہہ دیں۔ یہاں سب سلام کہتے ہیں۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

بنام:

پروفیسر ڈاکٹر نثار قریشی

(صدر شعبۂ اُردو)

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

باسمہٖ تعالیٰ

۳/جون ۱۹۸۹ء، ٹھٹھہ

عزیزہ ریحانہ پروین بنت عبدالمغنی خان، طالب علم ایم۔فل کے مقالہ کی نگرانی کے لیے تیار ہوں۔

گھر کا پتہ: ۲/۱۷۔سی

پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی

کراچی نمبر ۲۹ (فون نمبر: ۴۴۹۷۶۸۔۰۲۱)

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یکم اگست ۱۹۹۱ء

محترمی زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عزیزہ ریحانہ پروین (طالبہ ایم۔فل) نے اپنے مقالے کے منظور شدہ عنوان ''یکتا دہلوی مکاتیب کے حوالے سے'' مطلع کر دیا ہے۔ میں اس موضوع پر کام کروانے

کے لئے تیار ہوں۔ فقط والسلام

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

○

۷۸۶

۲۲ردسمبر ۱۹۹۳ء، کراچی

محترمی زید مجدہٗ

طالبہ ریحانہ پروین صاحبہ نے ایم۔فل کے لیے اپنا مقالہ بعنوان:

''یکتاؔ دہلوی کے مکاتیب کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ''

مکمل کرلیا ہے۔ موصوفہ کے کام سے اُن کی تحقیقی صلاحیت اور لگن کا اندازہ ہوتا ہے۔ اگر وہ تحقیق کو مزید جاری رکھیں۔ تو یہ مقالہ پی۔ایچ۔ڈی کے معیار پر پورا اُتر سکتا ہے۔ اس لیے سفارش کی جاتی ہے کہ اگر یونیورسٹی کے قواعد وضوابط اجازت دیں تو عنوان بالا کو ایم۔فل سے پی۔ایچ۔ڈی میں منتقل کردیا جائے اور طالبہ موصوفہ کو اجازت دیں کہ وہ مطلوبہ معینہ مدت میں یہ مقالہ پی۔ایچ۔ڈی کے لیے پیش کردیں۔

احقر: محمد مسعود احمد عفی عنہ

(پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۸رفروری ۱۹۹۴ء

رپورٹ مقالہ ایم۔فل (اُردو)

طالبہ ریحانہ پروین

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

طالبہ ریحانہ پروین نے میری نگرانی میں ایم۔فل (اُردو) کے لیے مندرجہ ذیل عنوان پر مقالہ مکمل کرلیا ہے:

''یکتاؔ دہلوی کے مکاتیب کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ''

میں نے مقالہ کوشروع سے آخر تک پڑھا ہے۔اس میں مقالہ کی ترتیب وتشکیل کے سلسلے میں یونیورسٹی نے جوہدایات جاری کی ہیں اُن کا پوراپورا خیال رکھا گیا ہے۔اس کے علاوہ ہدایات کے ذیل میں جن اہم باتوں کی نشاندہی کی گئی ہے اُن کوبھی پیش نظر رکھا ہے۔حسب ہدایت مقالہ کی پانچ کاپیاں پیش کی جارہی ہیں۔فقط

احقر:محمدمسعوداحمد عفی عنہ

دیگر مکاتیب

مسندِ مسعودِ ملت

شفاعت پبلی کیشنز

۱۰۴-A، ہاشم آباد، ہاؤسنگ سوسائٹی مکلی، ٹھٹھہ (سندھ)